رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

Digtized by Khilafat Library

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بفضل عمر بخیر و عافیت ہیں۔ درس ایک دن ناغہ سے ہوتا ہے۔ حضرت ام المومنین نے باغ میں مکان کی صفائی کا اہتمام فرمایا ہے نواب محمد علیخان صاحب صدر انجمن کے سکرٹری شپ کے کام کو محنت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ مولوی فاضل محمد اسماعیل صاحب ایک ہفتہ کے لئے وطن تشریف لے گئے

مہمان سلامت علی و عبداللطیف صاحب فیروزپور (۲) فضلدین صاحب مصاحب پور ضلع ہوشیارپور (۳) چوہدری اللہ داد صاحب (۴) عبدالسلام صاحب شملہ (۵) میاں نبی بخش صاحب اجمیر (۶) علی محمد و مہتاب الدین اجمیر علاوہ محمد صاحب اجمیر (۸) غلام محمد صاحب ساہی جھیٹے موضع موہن لال ضلع گورداسپور (۹) قاسم میاں صاحب شملہ جہاں پور (۱۰) اکبر علیخان صاحب (۱۱) محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹ (۱۲) حکیم غلام غوث صاحب امرتسر (۱۳) میاں غلام محمد صاحب سیالکوٹ (۱۴) عبدالغنی صاحب ہوشیارپوری (۱۵) محمد کریم ابراہیم جہلمی (امیر احمد قریشی مہمانخانہ)

اخبار احمدیہ

۱۔ مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر تھیوسافیکل سوسائٹی کے شاندار ہال میں بڑی کامیابی سے ہوا مفتی صاحب نے صوفیاء کے تذکرے کے ضمن میں حضرت مرزا صاحب کو بطور نبی پیش کیا۔

۲۔ کئی بنگالی اور ملاباری احباب نے حضور خلیفہ ثانی کو خط لکھنے کے شوق میں اردو سیکھنا شروع کیا ہے اور اسلئے کہ حضرت اقدس کی کتب اردو کو پڑھ سکیں ایدہم اللہ۔ برادر فخرالدین ملیباڈی اور احمد کو ذاتی کی خدمات استادی مقبول ہوں۔

۳۔ برادر محمد علی صاحب میرام شاہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالغفار صاحب سب اسسٹنٹ سرجن سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

۴۔ حضور نے ایک دوست کو لکھوایا کہ ہندوؤں کو یا کسی کو بندگی کہنا یا پائے لاگی کہنا یہ سب ناجائز ہے دراصل سجدہ کے قائمقام ہے۔

۵۔ پوڑانوالہ میں اڑھائی سو آدمی طاعون سے مرے ہیں۔ عبرت!

۶۔ پوڑانوالہ کے جو آدمی احمدی فوت ہوئے ہیں۔ ان کا جنازہ پڑھا جائے۔

۷۔ حکیم احمدالدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شاہدرہ ضلع لاہور لکھتے ہیں۔ جن صاحب کو اپنی دائمۃ المرض لڑکی کے رشتہ کے بارے میں اضطرار ہے وہ ہم سے خط و کتابت کریں۔

۸۔ برادر فضل احمد صاحب کی خواہش ہے کہ سید اسداللہ شاہ صاحب گرداور قانونگو کو جو الہام ایک بڑے آدمی کے رشتہ کے بارے میں ہوا تھا وہ مہربانی کر کے چھپوا دیں۔

۹۔ مسیح موعود رسالہ کے لئے سرسا ضلع الہ آباد کے پتہ پر سراج الدین پنجابی پارچہ فروش کے نام آدھ آنہ کے ٹکٹ کے ساتھ درخواست ہونی چاہیئے۔ سراج الدین صاحب نے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

ممبران انجمن احمدیہ سمبڑیال کے نام ایک پرجوش کھلی چٹھی لکھی ہے جس کے چھاپنے کی گنجائش نہیں۔ انکا مطلب یہ ہے کہ حضرت فضل عمر کے ضروری اعلان کی غیر معمولی جد وجہد کو کام میں لا کر عملی جواب دیا جائے۔ برادر موصوف کا ایک عیسائی سے مباحثہ بھی ہوا جسے آپ نے اسی دنیا میں نجات کا ثبوت دینے کے چیلنج پر خاموش کرا دیا۔

۱۔ یہ کون صاحب ہیں؟ ایک صاحب ہیں جن کے کارڈ پر ریاست گوالیار کا نشان ہے لکھتے ہیں کہ درس سورہ فاتحہ سے لیکر صفحہ ۲ تک بھیج دو مگر نہ نام لکھا ہے نہ مقام اب بھیجیں کس کو؟

۳۔ محمد ابراہیم احمدی کوئٹہ سے لکھتے ہیں کہ انکا لڑکا عمر ۲۲ سال تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار ذات ارائیں کسی احمدی لڑکی سے شادی چاہتے ہیں۔

۳۔ عبد العزیز احمدی سکینڈ ایر کلاس امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۴۔ اقبال محمد خان شیلہ باغ سے ولد الزنا کے پیچھے نماز کا فتویٰ پوچھتے ہیں اس بیچارے کا کیا قصور ہے

۵۔ محمد امین کلرک دفتر اگزامینر تمام احباب سے اپنی اہلیہ کے لئے دعائے صحت کے ملتجی ہیں۔ ہم بھی سفارش کرتے ہیں۔ ضرور دعا کی جائے

۱۔ کاٹھ گڑھ کے راجپوتوں نے یہ شکایت کی کہ سڑیعہ راہوں گڑھ شنکر کے راجپوت ان سے اپنی لڑکیوں کا رشتہ نہیں کرتے اسلئے اب ہم بھی نہیں کرینگے۔

غیر احمدیوں سے تو کچھ بحث نہیں البتہ احمدیوں کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنی رسوم پر اڑے رہیں۔ شادی کے لئے تقویٰ دیکھنا چاہیئے اور یہ کہ لڑکی نے جن حالات میں پرورش پائی ہے جہاں اسکا نکاح ہوتا ہے وہاں ایسے حالات نہ ہوں کہ اس کے اخلاق یا عادات پر غیر معمولی اثر پڑے یعنے کفو ہو۔ یہاں جب راجپوت بھی دونوں قومیں ہیں توپھر یہ نقار کیسا۔ کاٹھ گڑھ کے دوستوں کو بھی یہ اشتہار دینا مناسب نہ تھا بلکہ چاہیئے تھا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ذریعہ انہیں متنبہ کرتے اگر وہ نہ مانتے تو پھر محض دین کے لئے یہ عہد کر لیتے جواب انہوں نے غالباً نفسانی جوش سے لکھا ہے۔

۱۔ مولوی عبد الحق صاحب نے سید والہ ضلع منٹگمری میں خاص و عام کو سنا دیا کہ ہم میں سے کسی احمدی کی کوئی بیوی ہو یا والدہ اگر غیر احمدی ہوگی تو جنازہ نہیں پڑھینگے اس پر شور تو ہوا مگر بعد میں سب سمجھ گئے چار پانچ آدمی بیعت کی درخواستیں کر چکے ہیں

اللہم زد فزد

۲۔ برادر خیر الدین شکار (گورداسپور) سے لکھتے ہیں کہ عاجز کے تین بیٹے ہیں ایک بیٹا سراج راہ مولیٰ میں دینے کو تیار ہوں۔

۳۔ بعض ہندوؤں کو ملنے کے وقت حسب دستور مسلمان **بندگی** کہتے ہیں حضرت فضل عمر نے ایک مستفتی کو لکھوایا کہ بندگی اور سجدہ صرف خدا کے لئے ہے اس لئے یہ لفظ چھوڑ دینا چاہیئے۔

۴۔ فتح محمد نمبردار کا لڑکا محمد خان پلیگ سے سخت بیمار ہوگیا اور اسکی حالت مایوسی کے درجہ تک پہنچ چکی تھی۔ اس پر حضرت فضل عمر کے حضور بڑے عجز والحاح کے خطوط آئے کہ اسکے مرنے سے بعض وجوہات سے بڑا ابتلا آئیگا۔ آج ۶ مئی کو کارڈ آگیا کہ اللہ نے حضور کی معجزانہ دعا سے اسکو صحت بخشی

مختلف خبریں

۱۔ پشاور کے تین مسلمانوں (جنہیں محمد ولی خانصاحب طرابلسی مجاہد اور معتمد خدام کعبہ ہیں) کی خانہ تلاشی ہوئی کچھ کاغذات برائے ملاحظہ رکھ لئے گئے۔

۲۔ ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج مشہور آریہ سماجی ہیضہ سے فوت ہوگئے

۳۔ جو سپاہی اپنی فوج سے بلا اطلاع بھاگ گئے وہ ۱۵ جولائی تک واپس آگئے تو قصور معاف

۴۔ مقدمہ سازش دہلی میں امیر چند۔ اودھ بہاری۔ بالمکند کو دہلی میں بسنت کمار کو لاہور میں پھانسی دیگئی۔

۵۔ غیر جانبدار ممالک میں ولایتی ڈاک مقررہ دن سے تین روز پہلے بھیجنی چاہیئے تاکہ مقررہ وقت کے اندر دیکھ سکے۔

۶۔ تسخیر ڈھنڈوک۔ لندن ۱۳ مئی کیمپ ٹاؤن میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جنرل بوتھا مقام ڈھنڈوک میں جو جنوبی افریقہ کے جرمن علاقہ کا دار الحکومت ہے بلا مزاحمت داخل ہوگیا اور وہاں یونین جیک بلند کر دیا گیا شہر میں اس وقت ۳ ہزار یورپین اور بارہ ہزار دیسی موجود تھے۔

لندن ۱۲ مئی۔ انگلستان میں جرمنوں کے خلاف مظاہرے جاری ہیں شہر میں جرمنوں کا تعاقب کیا گیا۔

لندن ۱۳ مئی۔ جوہانسبرگ میں جرمنوں کے خلاف سخت شورش پیدا ہوگئی ہے۔ ۱۵ مکانات ابتک جلائے اور تباہ کئے جا چکے ہیں جس سے کم از کم ڈھائی لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا ہے مگر یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ کسی نے مکانات یا دوکانوں کو لوٹا نہیں

۱۳ مئی۔ روسیوں نے کوہستان جادرینک میں جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے غنیم گذشتہ چند روز کے اندر پہاڑ کے ڈھلوانوں پر ۵ ہزار مردے چھوڑ گیا روسیوں نے زدقوین اور یرزنک ۴۰ میل کے محاذ میں کامیابی کے ساتھ پیشقدمی کی اور صرف ۱۰ تاریخ کو چھ توپیں اور ۵ ہزار قیدی گرفتار کئے غنیم نے دریائے نیسٹر کا تمام مغربی کنارہ خالی کر دیا ہے

لنڈن ۱۳ مئی۔ مسٹر چرچل نے دیوان عام میں اعلان کیا کہ برطانی جنگی جہاز گولیاتھ دردانیال میں تارپیڈو سے غرق کر دیا گیا اور اندیشہ ہے کہ اسکے ساتھ ۵۰۰ آدمی بھی غرق ہوگئے ہیں مسٹر چرچل نے یہ بھی بیان کیا کہ ہماری آبدوز کشتی ای ۱۴ بحیرہ مارمورا میں گھس گئی اور اسنے ترکوں کی دو جنگی کشتیاں اور ایک باربرداری کا جہاز ڈبو دیا۔ ۲ افسر اور ۱۶۰ آدمی بچا لئے گئے ہیں۔

دردانیال پر جنگ

شملہ ۱۳ مئی۔ اتحادی سپاہ کو نہایت مشکل کام درپیش ہے مگر اب حالت بالکل مستحکم ہوگئی ہے اور فوج اس وقت ہموار علاقہ کے عمدہ قطعہ پر قابض ہے اور خشکی پر اترنے کے لئے اسے بہت سے آرام دہ گھاٹ ملگئے ہیں جو غنیم کی آتشباری سے محفوظ ہیں۔

طاعونی اموات:۔ ہفتہ مختتمہ ۸ مئی ۱۹۱۵ء میں تمام ہندوستان میں ۲۳۸۳۴ کیس ہوئے جن میں سے ۲۰۷۶۴ موتیں وقوع میں آئیں پنجاب ۱۷۷۳۰

لنڈن ۱۳ مئی۔ مسٹر ایسکوئتھ نے دیوان عام میں اعلان کیا کہ گورنمنٹ نے اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے کہ غیر ممالک کے ان تمام نوجوانوں کو جو فوجی خدمت کے قابل ہوں نظر بند کر دیا جائے اور دیگر اشخاص کو ان کے وطن کی طرف واپس بھیجا جائے کہ بعض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مئی ۱۹۱۵ء

مقدمہ سازش لاہور

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں

شہزادہ امن کی تعلیم ہی عین اسلام ہے

جس ملک کی حکومت اپنے فرائض کا احساس رکھے۔ جس سلطنت کے ارباب حل وعقل واقعات کی رفتار سے آیندہ آنیوالے خطرات کو بھانپ جائیں۔ اور قبل اس کے کہ واقعات نازک حالت اختیار کریں وہ انسدادی تدابیر سوچ رکھیں وہ ملک اور وہ سلطنت یقیناً خوش قسمت ہے۔ پھر جس حکمران کی رعایا میں امن شکن گروہ پیدا ہو کر اپنی منصوبہ بازی وسازش میں ناکام ونامراد رہے وہ تاجدار بلاشبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مفید اور مخلوق خدا کی بہتری کا ایک آلہ ہے ٭

یہ حالت سلطنت برطانیہ وقیصر ہند پر صادق آتی ہے اور واقعات بتاتے ہیں کہ جس حکومت کے ماتحت خدا تعالیٰ کا مقدس مسیح اور شہزادہ امن پیدا ہوا۔ وہ سلطنت اپنے مفید عام کاموں کی وجہ سے آسمان کے نزدیک قائم رہنے کے قابل ہے اور اس کی پشتی کوئی خفیہ طاقت کر رہی ہے۔ چنانچہ لاہور کے مقدمہ سازش نے ہمارے اس خیال کو تقویت دی۔ اور یہ امر اظہر من الشمس ہو گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حکومت وقت کی مساعدت نہ کرتا۔ تو امن شکن جماعت اپنی سیہ کاریوں میں کامیاب ہو کر ہندوستان خصوصاً پنجاب کے آرام وعافیت کی خرمن میں اسی طرح آگ لگا دیتی۔ جس طرح اشرار ان دنوں اپنے بھائی بندوں کے خرمنوں کو محض ذاتی کد اور دشمنی کے باعث اگنی ماتا کی بھینٹ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ جو مقدمہ سازش آجکل لاہور کی عدالت مخصوصہ کے سامنے پیش ہے۔ ہمارے اس خیال کا موید ہمارے اس استدلال کا مصدق ہے ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر لکھتے ہیں کہ سرکاری گواہان کے بیانات کی اصلیت خواہ کچھ ہی ثابت ہو مگر یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کے خلاف ایک خطرناک سازش کے منصوبے ہو رہے تھے اور یہی باعث تھا کہ بالفاظ مسٹر میکائیل اوڈوائر سرکار نے احتیاط کے طور پر قانون تحفظ ہند پاس کر دیا اور پھر جب دیکھا کہ پنجاب کی حالت نازک ہے تو مشتبہ لوگوں کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ اور عدالتہائے مخصوصہ کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ مقدمات کی سماعت شروع ہوئی۔ اور سرکاری گواہان نے جو سنسنی خیز بیانات دئیے ہیں۔ ان کا خلاصہ کچھ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور باقی حسب ذیل ہے :۔

جوالا سنگھ نے قیام امریکہ وسفر کے حالات بیان کرنے کے بعد کہا۔ ہمارا ارادہ گدڑ بابا کے تھانہ کو لوٹنے کا تھا۔ مگر اسپر عمل نہیں ہو سکا۔ اور ہمنے یہ قرار دیا تھا کہ گورنمنٹ کے خزانے لوٹے جائیں۔ پھر یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ پٹیالہ کی ریاست میں ڈاکہ زنی کی واردات کی جائیں کیونکہ اس ریاست کے راجہ نے برطانیہ کی امداد کے لئے اپنی فوج بھیجی ہے۔ میانمیر کے اسلحہ خانہ کو لوٹنے کی تاریخ ۲۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء مقرر ہوئی تھی۔ اور ہم کو ہدایت کیگئی تھی کہ مختلف راستوں سے میانمیر پہونچیں۔ اور ایک سکھ سپاہی نے اسلحہ خانہ کی چابی حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اسمیں بھی ناکامی ہوئی۔ سازش میں ماجہ اور مالوہ کے لوگ شریک تھے۔ ۳۰۔ نومبر کو فیروزپور کے اسلحہ خانہ پر ڈاکہ مارنے کی تجویز تھی جو قتل فیرو زپور کے واقعہ کے باعث ملتوی ہو گئی۔ مدہان سنگھ جو روپیہ خرچ کرتا تھا وہ کچھ تو اس چندہ میں سے تھا جو شنگھائی میں جمع ہوا تھا کچھ اجیت سنگھ کے بھائی کے ذریعہ لاہور کے ایک ساہوکار سے قرض لیا گیا تھا۔

ایک سکھ سرکاری گواہ نے بیان کیا کہ ۲۱۔ فروری کا دن عام بغاوت کے لئے مقرر تھا۔ کیونکہ راش بہاری گھوش کی رائے میں دہی دن تھا ورنہ مارچ میں ہندوستانی فوجیں میدان جنگ کو روانہ ہونیوالی تھیں ٭

نواب خان نے بیان کیا کہ گجرات کاٹھیاواڑ کا ایک ہندو جو انگریزوں کا جانی دشمن تھا۔ مجھ وانکوور میں ملا اس نے اپنا نام رحیم بتلایا اور سرکار برطانیہ کے خلاف نہایت سختی سے تقریر کرنے لگا۔ اس نے اسلامی نام محض اس غرض سے اختیار کیا تھا کہ مسلمانوں پر اثر ڈال سکے ٭

پھر میں ایک شخص مسمی غلام حسین سے ملا جس نے مجھ کو زہریلے خیالات سے متاثر کرنا چاہا۔ یہ شخص ایک ہندو برہمن تھا اور اس کا اصلی نام ٹھاکر داس تھا اس نے کہا کہ میں ایران میں مسلمان ہوا۔ میرے خیال میں ٹھاکر داس دل سے مسلمان نہیں تھا۔ کیونکہ جب اُسے معلوم ہوا کہ مسلمان بقرعید پر ایک بچھڑا ذبح کرنا چاہتے ہیں تو روانہ ہونے لگا۔ اور جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں نہ ہندو ہوں نہ مسلمان بلکہ ہندوستانی ہوں۔ اس کے بعد نواب خان نے بتایا کہ آخر میں سوہن لال کی وعظ سے متاثر ہو گیا اور بغاوت کے خیالات رکھنے لگا۔ یہ خیالات برکت اللہ کے جاپان سے آجانے پر اور مضبوط ہو گئے۔ مولوی برکت اللہ اور دوسرے لیڈروں نے امریکہ سے روانہ ہوتے وقت لیڈر مقرر کئے۔ اور بغاوت کے متعلق خاص ہدایات دیں۔ ہم مجاز نہیں کہ زید یا بکر کی نسبت رائے زنی کریں نہ ہم دوران مقدمہ میں یہ کہہ سکتے ہیں فلاں فلاں اشخاص یقیناً مجرم ہیں تاہم ان شہادتوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر غارت گر گروہ کے ارادوں کو قدرت کا ہاتھ ناکامی کا تاج نہ پہناتا تو نہایت ناگوار نتائج پیدا ہوتے۔ اور پھر اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوششیں بڑی ہوشیاری سے جاری ہیں۔ اور فرضی طور پر اسلام اختیار کر لینا جاہل مسلمانوں کو بہکانے کا مؤثر ذریعہ خیال کیا گیا ہے پھر برکت اللہ اور اس کے ہم قماش لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا گیا ہے اور اسلام کی پاک تعلیم کے خلاف وعظ کر کے مسلمانوں کو جادۂ راستی سے منحرف کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ لیکن مسلمان یاد رکھیں اور یقیناً یاد رکھیں کہ ان کے لئے وہی مفید رستہ ہے اور اسی میں انکی فلاح ہے۔ جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے جو بلاشک وشبہ شہزادہ امن تھا انکے سامنے پیش کیا ہے۔ اور ہر ایک مؤمن سے عہد لیا ہے کہ میں بغاوت کی راہوں سے بچتا رہوں گا۔ اور یہ راستہ ارشاد الٰہی ینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی کے ماتحت تجویز ہوا ہے۔ اور یہی عین اسلام ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو دامن مسیح سے وابستہ ہو کر سازشوں سے بچتا وفاکیشی اختیار کرتا اور گمراہوں کی جماعت سے دور رہتا ہے ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور

آپ کے سلسلہ کی خصوصیات

یہ مضمون قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے ایک تیرا باز منکر خلافت کے جواب میں تحریر کیا ہے۔

مسیح موعود فرماتے ہیں مبارک وہ جس نے مجھکو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

(۲) احمدؐ آخر زماں نام من است
آخریں جام ہمیں جام من است

(۳) آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا۔ تا یہ امت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کرکے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُسنے تشبیہہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم۔ ابراہیمؑ۔ نوح۔ موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ یوسف۔ یحییٰ۔ عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے۔ اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے۔ یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا۔ اور جو میرے مخالف تھے۔ اُنکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔
(نزول المسیح صفحہ ۴ حاشیہ)

انہی لوگوں کا جنازہ تم اور تمہارے امیر باغیان خلافت جائز جانتے ہیں اور تمہارے مبلغ انگلستان قابل اقتدا فی الصلوٰۃ بھی۔ اور تمہارے باقی بزرگان ملت ان کو لڑکیاں تک دینا جائز۔ کیا اب بھی تمہارے مُرتد ہونے بلحاظ ان تعلیمات میں کوئی کسر باقی ہے ٭

(۴) حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴ پر فرماتے ہیں:۔
جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا الخ

(۵) جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ میرا نہیں بلکہ اسکا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

(۶) حضرت اقدس کتاب تجلیات الہٰیہ کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں:۔ "یہ مکالمہ الہٰیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے"

اگر مسیح موعود اپنی وحی میں شک کرے تو کافر ہو جاوے اور انکی آخرت تباہ ہو جائے لیکن اگر تمہارے بھائی غیر احمدی شک کریں تو مسلمان کے مسلمان اور مومن کے مومن رہیں۔ افسوس ایسے ناپاک خیال پر۔

(۷) حضرت اقدس احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے کے آخر میں فرماتے ہیں:۔
"غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو کہ ان لوگوں (غیر احمدیوں) میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ کے مخالف ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں (غیر احمدیوں) کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقاید کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں۔ اور اس مطلب کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے ٭ سنہ ۱۹۰۰ء

(۸) حضرت اقدس اپنے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ہے ٭

(۹) حضرت اقدس حسین کامی سفیر سُلطان روم کو تحریر فرماتے ہیں:۔ "خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہیگا۔ وہ کاٹا جاویگا ٭

(۱۰) حضرت اقدس مسیح موعود تمہارے بھائی عبد الحکیم ڈاکٹر کو تحریر فرماتے ہیں:۔
"بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مُبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں الخ

کیا یہ کوئی صوفیانہ بڑ ہے یا کسی جلیل القدر مامور کا فرمان ہے۔

(۱۱) حضرت اقدس حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۰ پر ارشاد فرماتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور میرے دعوے پر اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا۔ الخ

ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکی ہے اور خدا کے نزدیک منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا ٭ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا ٭

اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کی نسبت اتمام حجت ہو چکی ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جس کی بناء ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک حسب آیت "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ قابل مواخذہ نہیں ہوگا

(۱۲) حضرت اقدس فرماتے ہیں "وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ)

(۱۳) حضرت اقدس ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "کوئی ملہم ہو یا خواب بین اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے ٭

(۱۴) حضرت اقدس فتح اسلام صفحہ ۲۰ پر ارشاد فرماتے ہیں

"اس نے (خدا تعالیٰ نے) اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھ کو فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا۔ وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا۔ اور جو انکار میں رہیگا۔ اس کے لئے موت در پیش ہے ؞

(۱۵) حضرت اقدس تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۵ میں تحریر فرماتے ہیں :۔ "دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق و مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلیگا۔ اور دنیا میں اسلام سے مُراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ؞

(۱۶) حضرت اقدس فرماتے ہیں "مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جاوینگے اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں۔ وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائینگے۔ جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہوگئے کہ نہایت ہی تھوڑے رہ گئے۔ ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا۔ (کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷۳ و ۷۴)

(۱۷) حضرت اقدس دافع البلاء صفحہ ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں "تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح (حضرت میرزا غلام احمدؑ) کے اور کوئی شفیع نہیں۔ باستثناء آنحضرۃ (سیدنا حضرت محمد رسول اللہ) صلے اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت کی ہی شفاعت ہے ؞

اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے۔ میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں۔ کہ عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے۔ اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں۔ اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت تحقیر کی۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ؞

(۱۸) حضرت اقدس اس جہاز یا کشتی کی تشریح فرماتے ہیں جس کا ذکر اوپر فرما چکے ہیں۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ (حضرت کا الہام ہے براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰)

"یعنی عذاب کا وقت آوے تو ظالموں کی (جو حضرت مسیح موعود کے منکر ہیں) میری جناب میں شفاعت مت کر کیونکہ انکو (جو تیری کشتی میں سوار ہونا نہیں چاہتے) غرق کرونگا۔ اس الہام کا دوسرا حصہ یہ ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ یعنی ہمارے حکم اور ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی طیار کر۔ کشتی سے مُراد سلسلہ بیعت ہے جو خاص وحی الٰہی اور امر الٰہی سے قائم کیا گیا ہے۔

(نزول المسیح صـ۲۳)

(۱۹) حضرت اقدس پھر فرماتے ہیں :۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا ہے۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا ہے جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔

(۲۰) حضرت اقدس تحفہ گولڑویہ کے ضمیمہ کے صـ۱۸ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں :۔ "پس یاد رکھو۔ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم۔ یعنی جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو" ؞

تم اور تمہارے امیر گروہ باغیان اور انکے مبلغ لندن اور باقی احمدی نما منکران مسیح موعود خواہ پشاور میں ہوں یا لاہور میں اسکو غور سے پڑھیں کہ جن سے تم ملکر اشاعت اسلام کے مدعی ہو۔ اور جن کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا تم نے کہاں تک حضرت مسیح کے اس حکم کی تعمیل کی ؞

(۲۱) سُنو حضرت اقدس پھر فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے، کہ ایک الگ جماعت طیار کرے پھر جان بوجھ کر ویسے لوگوں میں گھسنا۔ جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے۔ منشاء الٰہی کے مخالف ہے (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اول صـ۱۹)

تم اور تمہارے باغی گروہ کا یہ حال ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے حکم اور منشاء الٰہی کے خلاف نہ صرف غیر احمدیوں میں گھستے جاتے ہیں بلکہ قادیان کا مرکز۔ خلافت۔ حتیٰ کہ احمدیت تک ان کے لیئے قربان کر دی۔ واہ قربانی کی عادی قوم خوب قربانیوں کے عادی ہو گئے ؞

(۲۲) پھر سُنو! حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔ "تم (احمدی جماعت) اگر (غیر احمدیوں میں) ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت الگ ہو اس میں ترقی ہوتی ہے (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اوّل صـ۱۸)

کیوں تم اور تمہارے باقی احمدی منکران مسیح موعود خواہ پشاور میں ہوں یا لاہور میں۔ غور کریں۔ کہاں تک ارشاد مرشد کی تعمیل کر رہے ہو ؞

(۲۳) حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی (حضرت کا الہام ہے) اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائینگے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (حضرت اقدس مسیح موعود کا الہامی نام ہے) پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳ طبع ثانی)

اب بتاؤ جس قدر غیر احمدی فرق اسلام ہیں انکو غیر نجات یافتہ اور صرف احمدیہ جماعت کو نجات یافتہ گروہ ماننے کو طیار ہو اور کیا تقیہ ترک کر کے باقی فرق اسلام کو اس ایمان کا اعلان کر دوگے یا تقیہ سے کام لوگے۔ یہاں ڈاکٹر بشارت احمد مقیم راولپنڈی سے بھی سوال ہے کہ کیوں ڈاکٹر صاحب باوجود اس کے کہ باقی غیر احمدی فرق اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ بالاتفاق پڑھتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس حکم و عدل انکو غیر ناجی بتلاتے ہیں یہ کیوں۔ کیا آپ بھی تسلیم کرتے ہیں یا اس فرمان کا انکار ہے۔

(۲۴) حضرت اقدس پھر فرماتے ہیں :۔ (خدا تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے) کہ ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی یا تیرا دوست بھی ہے نجات پائیگا۔ اور اس کو بہشتی زندگی ملیگی اور آخر بہشت میں داخل ہوگا (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صـ۲۵)

اسقدر عظیم الشان انسان جسکی وحی اور تعلیم اور بیعت مدار نجات ہے اور جس کا انکار موجب سلب ایمان و کفر ہے۔ اس کی مخالفت اور اس کی توہین میں رات دن تم لوگ لگے رہتے ہو۔ اور پھر کسی بہتری کی امید رکھتے ہو۔ انی مھین من اراد اھانتک۔ خدا کا وعدہ ہے اس کو ہر وقت تم اور تمہارے باغی گروہ کا امیر اور باقی احمدی نما منکر جو تم سے ہمنوا اور متفق ہیں۔ یاد رکھیں اس کا انجام ہرگز نیک نہیں ؞

چند حل طلب معموں کا جواب

۱۔ ہم جب کسی ہندو یا عیسائی کو مسلمان بناتے ہیں تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھاتے ہیں جس طرح اس کلمہ کے مفہوم میں حضرت موسیٰ حضرت نوح پر ایمان داخل ہے اسی طرح حضرت احمد قادیانی نبی اللہ پر ایمان ضروری ہے کلمہ پڑھنے سے انسان مسلمان ہوجاتا ہے لیکن جیسے مثلاً کوئی کلمہ تو پڑھے مگر اصول دین میں سے کسی ایک اصل کا منکر ہو یا مثلاً حضرت موسیٰ یا حضرت نوح کو یا حضرت عیسیٰ بن مریم کو نبی نہ مانے یا حسب تسلیم معترض کسی مسلمان کو کافر کہدے تو اس وجہ کفر کے پیدا ہونے کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے اسی طرح حضرت احمد جری اللہ پر ایمان نہ لانے سے وجہ کفر پیدا ہوجائے گی۔ اور وہ مسلمان نہ رہیگا۔ باقی رہا بیخبری کا عذر سو جس مبلغ نے اسے مسلمان بنایا ہے اسکا فرض ہے کہ اس زمانہ کے نبی کی بعثت سے اطلاع دے اسپر تو مسلم یا اقرار کرے یا انکار۔ اور یہ یقین رکھتا ہوں کہ جو محمد رسول اللہ یا اس سے پہلے قریبا سوالاکھ انبیاء کی نبوت کو سمجھ سکتا ہے وہ ضرور احمد قادیانی کی نبوت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

۳۔ جو شخص حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور اپنے دعاوی میں صادق مانتا ہے وہ احمدی ہے اور یہی احمدی کی تعریف ہے البتہ جو خلیفہ وقت کی بیعت نہ کریگا وہ فاسق احمدی کہلائیگا اگر کہو کہ فسق اور احمدیت کسطرح جمع ہو سکتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب تمہارے نزدیک مامور خلیفہ ہیں اور خلفاء مامور کے انکار پر آپکی طرف سے بھی فسق کا فتویٰ ہے پس باوجود اس فتویٰ کے مسلمان جس طرح مسلمان ہیں۔ اسی طرح فاسق احمدی احمدی کہلائینگے۔

۳۔ باوجود بار بار الہام ہونے پندرہ سال تک آپ یہ نہ سمجھ سکے کہ میں نبی ہوں تو اسکا مواخذہ مسیح موعود کو کیوں نہیں اور اب لوگ اس دعوے کے نہ سمجھنے میں کیوں معذور نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ باوجود کھلی کھلی وحی کے جس میں آپکو بڑی شد و مد سے مسیح موعود کہا گیا۔ آپ بارہ سال تک یہ نہ سمجھ سکے کہ میں مسیح موعود ہوں تو اسکا مواخذہ مسیح موعود کو کیوں نہیں ؟ اور اس دعوے کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ان لوگوں پر کیا الزام ہے ؟ جو خود ملہم نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب خدا کی طرف سے حجت پوری ظاہر ہوجائے تو پھر کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔

۴۔ چشمہ معرفت کی ایک عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ "نبی کریم کے ماننے والے بیس کروڑ مسلمان آج دنیا میں موجود ہیں" اور اس سے یہ ثبوت دیا گیا ہے۔ کہ سب غیر احمدی مسلمان ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا ان بیس کروڑ میں حضرت مسیح موعود کے مکفر اور مکذب بھی ہیں یا نہیں۔ اور کیا مکفر اور مکذب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے پس حضرت اقدس نے انکو بھی مسلمان کیوں کہا جب مکفر اور مکذب جو آپکے نزدیک ابھی کافر ہیں۔ ان کے بارے میں بھی حضرت اقدس مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو پھر کیا حجت ہو سکتی ہے یہاں اسمی و رسمی طور پر اس لفظ کا اطلاق ہوا ہے فافہم۔

۵۔ خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی کا نکاح غیر احمدی سے پڑھنے کے متعلق جو اعتراض ہے اسکے جواب میں گذارش ہے کہ آیا وہ لڑکی احمدی ہے یا غیر احمدی۔ اگر غیر احمدی ہے تو غیر احمدی کے نکاح ہونے میں کیا اعتراض ہے ؟ (۲) کیا یہ نکاح حضرت صاحبزادہ صاحب نے پڑھایا ہے یا ان کے صاحب اختیار ہونے کی حالت میں ایسا ہوا ہے جب یہ دونوں باتیں نہیں تو حضور پر کیا الزام ؟ آپکا اعتراض تو ہے اپنے مسلمہ خلیفۃ المسیح مولٰنا نورالدین رضی اللہ عنہ پر۔ انکی خلافت حقہ سے انکار شائع کرو۔ پھر ہم جواب دینگے اگر مسیح موعود پر اعتراض ہے تو احمدیت سے کھلا کھلا انکار کرو پھر جواب ملیگا (۳) آیا تمہارے نزدیک مسیح موعود کا یہ حکم ہے یا نہیں۔ کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دو۔ اگر یہ حکم مندرجہ بالا معاملہ سے منسوخ ہوگیا تو بسم اللہ عملی مثال بلکہ مثالیں قائم کرو۔ ورنہ (۴) تم اس شخص کو جس سے نکاح ہوا ہے۔ مکذب مخالف لکھتے ہو (پیغام ۱۳ مئی صفحہ ۴) پس تمہارے امیر قوم کے نزدیک بھی اسپر وہی فتویٰ ہے جو ہماری طرف سے صرف بیعت نہ کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اب اس نکاح کے جواز کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے ؟ جبکہ تمہارے نزدیک یہ نکاح حضرت اقدس مسیح موعود کی اجازت سے ہوا۔ اور خود مولٰنا نورالدین صاحب نے مسجد میں یہ نکاح پڑھایا۔

۶۔ اعتراض کیا گیا ہے کہ غیر احمدی کا ورثہ لینا احمدی کے لئے کیونکر جائز ہے۔ جواب یہ ہے کہ جس حدیث سے یہ حکم پیش کیا جاتا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ایک احمدی کا وارث غیر احمدی بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر باوجود اسکے کئی غیر احمدی بیٹے یا باپ اپنے احمدی مورث کے ترکہ کا حصہ پا رہے ہیں۔ جب تک آخری بات کا انسداد نہیں ہو سکتا پہلی جائز ہے۔ بحکم آیت وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم فاتوا الذین ذهبت ازواجهم مثل ما انفقوا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون

۷۔ کہتے ہیں مسلمان کے لئے کافر کو سلام علیک کہنا جائز نہیں قال سلام علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا غور کیا جائے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ نبی کریم نے بعض وقت یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔

مختصر نوٹ

پیغام صلح لاہور (۱۳ مئی) کے ایڈیٹر نے اپنے افتتاحیہ میں لکھا ہے کہ "بے غیرتی کی یہاں تک انتہا ہوگئی ہے کہ ایک آریہ پنڈت تو بیدی جیسے گرم حصہ ملک میں اسی جون کی گرمیوں میں اپنے دین کی اشاعت کے لئے خاک پھانکتے اور لوؤں سے جھلستے ہوئے پھرنا ضروری سمجھتا ہے اور نام کے مسلمانوں کو اس قبر میں گل سڑ کر کھاد ہو جانے والے جسم کی راحت کے لئے کشمیر کے سفر کی تیاری نہایت ضروری معلوم ہوتی ہے۔" یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب (جیسا کہ پچھلے سال کے پیغام میں چھپا تھا) لاہور کی شدید گرمیوں کی تاب نہیں لا سکتے اور انہیں کوہ مری (کشمیر) جانا پڑتا ہے۔ مگر بہتر تھا کہ پیغام کا سب ایڈیٹر اپنے امیر قوم کو نام کا مسلمان بے غیرت اور آریہ پنڈت سے بدتر کہنے کی بجائے پرائیویٹ طور پر عرض معروض کر لیتا کہ پیغامیہ انجمن کو مزید اخراجات سے بچائیں اپنے محسنوں پر حملہ بے ادبی بلکہ اس سے بھی بڑھکر ہے۔

۲۔ حضرت خلیفہ اول کا ایک فتویٰ چھپا تھا۔ کہ آپنے ایک غیر احمدی کے نابالغ بچے کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی اسپر سلسلہ کے نادان دوست نے اصول دین سے بے خبری اور فقہی مسائل سے ناواقفیت کے سبب سے ان الفاظ میں جرح کی ہے "افسوس ان لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں کہ کسی نابالغ بلکہ شیر خوار پر احمدی و غیر احمدی کا سوال کیسے عائد ہو سکتا ہے" الخ لکھا ہے کہ "سوال تو میت کا ہے کہ وہ احمدی ہے یا نہیں۔ نہ ان کے والدین کا"

اس عبارت کو اگر یوں پڑھا جائے تو شاید کم عقل کو بھی سمجھ آسکے "افسوس ان لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں کہ کسی نابالغ

الفضل 1915 کے شمارہ 17 اور

20 مئی کے صفحہ 7 کے کچھ الفاظ

مٹے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ

الفضل کی اور بھی جلدیں دیکھیں

گئیں ان میں بھی یہ الفاظ مٹے

ہوئے ہیں۔

دربارِ خلافت

یہ ڈائری برادر عزیز مہر محمد خان صاحب نے مرتب کرکے دی ہے۔ جو انہوں نے شام کو سنی اور صبح کو اپنی یادداشت کی بنا پر اپنے الفاظ میں قلمبند کی۔

۹ مئی کو نماز مغرب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح حسب معمول مسجد میں بیٹھے رہے مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ کہ اتنے میں حضرت خلیفۃ المسیح نے پروفیسر محمد صاحب ایم۔اے۔ پٹنہ کالج کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ ابتک آپکے ہاں یا نکی پور میں سلسلہ کے متعلق کوئی ایسی زبردست تحریک نہیں ہوئی جس سے لوگ ادھر متوجہ ہوں۔ اور ہماری باتیں سنیں۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ آجتک کوئی ایسی تحریک نہیں ہوئی۔ حضور کوئی پمفلیٹ شائع فرمائیں وہاں پر شیعوں کا بہت زور ہے فرمایا مجھ کو کئی دفعہ تحریک ہوئی کہ شیعوں کے متعلق کچھ کہا جائے۔ مگر ابھی تک میں اسکے لیئے کوئی وقت نہیں نکال سکا۔ اب اللہ تعالیٰ نے شیعونکو بھی اس بات کی طرف تحریک کی ہے۔ وہ ہم کو گالیاں دیں اور ہم انکے متعلق کچھ لکھیں۔ کئی ایک خط گالیوں کے شیعوں کی طرف سے آچکے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ تم لوگ نئے نئے ہو اسلیئے تم میں جوش ہے۔ اور وہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ اسلیئے ہم تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ تمہارا جوش بسبب نئے ہونے کے ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان لوگوں کی غلطی ہے اسطرح ایک غیر مذہب کا آدمی کہہ سکتا ہے کہ صحابہ چونکہ نئے نئے تھے اسلیئے اُن لوگوں میں جوش تھا جب مدت گزر گئی بات پرانی ہوگئی جوش بھی مدہم ہوگیا۔ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آریوں میں بھی بڑا جوش ہے۔ اور بہت بڑی ترقی کر رہے ہیں۔ اور اپنے مذہب کے پرچار میں سرگرم ہیں لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیشہ مقابلہ سے کسی چیز کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کچھ معیار ہیں جن سے سچے اور جھوٹے کی تمیز ہوا کرتی ہے اگر سچے اور جھوٹے میں تمیز کے لیئے کوئی معیار نہ ہو تو پھر دنیا کو کیسے معلوم ہو کہ کون گروہ حق پر ہے اور کون باطل پہ۔ پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ دیانند نے کونسی تبدیلی ہندوؤں میں پیدا کردی۔ سید احمد خان کے خیالات کے لوگ موجود ہیں۔ پھر کونسی تبدیلی ان لوگوں نے پیدا کردی۔ اول تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس شخص نے جیسے خیالات پھیلائے جاتے ہیں۔ اپنے ہم خیال لوگوں میں کس قسم کی تبدیلی کردی۔ دوسرے یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ جب مقابلہ پیش آئے تو خدا کی مدد کس کے ساتھ ہے۔ اور کس کا پلہ بھاری ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ شخص لوگوں کو جسطرف بلا رہا ہے وہ دنیا کی کونسی سمت ہے آیا بہاؤ کیطرف لیے جا رہا ہے یا بہاؤ کے خلاف۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے جان لیا تھا کہ بغیر تعلیم جدید کے کوئی ترقی نہیں سرکار انگریزی کے دفاتر میں کوئی کھڑا ہونے نہیں دیتا لیکن ہمسایہ قوم جس نے انگریزی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا سرکار میں خوب ترقی پائی۔ اور بڑے عہدوں پر سرفراز ہوئے ہیں۔ ادہر مسلمان اپنی حالت کو دیکھتے تھے کہ انگریزی تعلیم نہ ہونے کے باعث دن بدن ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ پس وہ چاہتے تھے کہ کوئی شخص ایسا ہو۔ جو اس پہلے حجاب کو کہ انگریزی پڑھنا کفر ہے دور کردے۔ چنانچہ سید احمد خان اٹھا اور اسنے آواز دی لوگ تو تیار بیٹھے تھے۔ اٹھ اٹھ کر اسکی طرف دوڑ پڑے۔ چند دن اسکی مخالفت ہوئی مگر آخر شور شرابا دب گیا۔ ادھر ہم آریوں کو دیکھتے ہیں کہ دیانند کے وقت کے انگریزی فلسفہ نے یہ بات پیش کی تھی۔ کہ مادہ مخلوق نہیں بلکہ ازلی ہے۔ اس وقت میٹریلیسٹ لوگوں کا یہی خیال تھا۔ دیانند اُٹھا اور لوگونکو کہا کہ ہمارے دہرم میں بھی یہی ہے کہ مادہ غیر مخلوق ہے۔ لوگوں کی طبائع انگریزی تعلیم کے اثر سے اسطرف جھکی ہوئی تھیں انہوں نے فوراً اس بات کو تسلیم کرلیا۔ اور اسکے ساتھ ہولیئے لیکن اب غریب آریوں کو ایک مصیبت کا سامنا پیش آگیا ہے۔ اب مادہ مخلوق مانا جاتا ہے۔ اب وہ کیا کریں۔ دیانند نے کونسی بات اپنے متبعین میں پیدا کردی جو ان میں پہلے نہ تھی۔ اگر کوئی آریہ نہ ہوتا۔ نہ دیانند کی ستیارتھ پرکاش ہوتی۔ تو بھی وہ لوگ مادہ کے غیر مخلوق ہونے کے سبب یورپین فلسفہ کے قائل تھے تو قائل ہی رہتے۔ اسپر پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ دو کالج میں ایک ہندو دوست ہیں وہ کہتے تھے کہ ابھی تو آریہ سے بہت پیچھے ہیں۔ فرمایا کہ دیانند کا اسمیں کوئی کمال نہیں بلکہ یورپی فلسفہ کا کمال ہے۔ رام موہن رائے کو دیکھتے ہیں کہ یورپ کے فلسفہ نے یہ بات مشہور کردی تھی کہ الہام کوئی نہیں۔ نبوۃ رسالت لغو پہلے لوگ جنہوں نے نبوۃ یا وحی کا دعوٰی کیا صرف فلسفی لوگ تھے انہوں نے دنیا کی اصلاح اسطرح کردی۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ خدا بولے اور اُسکے الفاظ کی آواز کان میں آئے لغو اور بیہودہ بات ہے۔ برہمو راجہ رام موہن رائے نے کہدیا کہ ہاں یہی بات ہے لوگ اسکے ہمخیال ہوگئے۔ برہمو ازم کی بنیاد پڑ گئی۔

بانی مذہب کی بھی یہی حقیقت ہے انہوں نے کہا کہ مذہب اب تلوار سے لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں سب تھکے ہیں۔ یا اب خدا کا مظہر ہے۔ جو وہ کہتا ہے وہی وحی اور الہام ہے۔ اب ہم حضرت صاحب کو لیتے ہیں لوگ دنیا کی طرف گرے پڑے تھے اور دین سے بہت دور چلے جارہے تھے۔ لوگ ہرگز ہرگز تیار نہیں تھے کہ دین کی طرف رخ کریں ان کی تمام کوششوں کا قبلہ تو یہ دنیا تھی ہر طرف سے لوگ اسکی طرف دوڑتے تھے اور اسکو قابو کرنے کے لیئے سامان مہیا کر رہے تھے مگر مرزا صاحب نے یہ نہیں کیا کہ ان لوگونکو دنیا کی تحریصیں دلائیں۔ اور کہیں کہ ہاں تم اسی میں اپنی کوشش صرف کرو۔ بلکہ اسکے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اقرار کرو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ یہ آواز لوگوں کے مذاق کے بالکل خلاف تھی۔ مگر حضرۃ صاحب کا یہ جذب ہے کہ لوگوں نے اس بات کو قبول کیا۔ لوگوں نے نبیوں کا بالکل انکار کردیا تھا مگر حضرت صاحب آتے ہیں کہ پہلوں کی نبوت اور رسالت تو منوائی ہی اپنی نبوۃ اور رسالت بھی منوائی۔ لوگوں نے معجزات کا انکار کردیا تھا۔ مگر حضرت صاحب نے دنیا کو جس نے معجزات کا انکار کردیا تھا۔ اور اسطرف نہیں آتی تھی معجزات کا قائل کردیا۔ لوگوں نے سیاست کو اپنی ترقی کا راز سمجھ لیا تھا۔ اور لوگ سیاست کی بھٹی میں گرنے کو اپنے کیمیا بننے کا ذریعہ سمجھ بیٹھے تھے مگر حضرۃ صاحب نے کہا کہ سیاست میں ہرگز دخل مت دو۔ تمہاری بھلائی اسمیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ سید احمد خان نے بھی سیاست کے خلاف آواز اٹھائی اور کالج کی بنیاد سیاست کے خلاف رکھی مگر آج اسکے ہم خیال اور کالج والے کہتے ہیں کہ آج کے لیئے سید احمد خان کی بات نہ تھی بلکہ آج سے تیس برس قبل کے لیئے یہ بات کارآمد تھی۔ دیانند نے دنیا کے رجحان کو سیاست کی طرف دیکھ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں سیاست کے قواعد لکھے لیکن حضرۃ صاحب نے سیاست کے خلاف جسطرف دنیا لپک لپک جارہی تھی روکا اور ایک جماعت کو بالکل سیاست کے خلاف قائم کردیا۔ اب دیکھو کہ حضرۃ مرزا صاحب غالب ہے یا آپکے مدمقابل۔ لوگ۔ حضرت صاحب نے لوگوں کے عام مذاق کے خلاف اپنی باتوں کو تسلیم کرایا۔ مگر آپکے مقابل کے لوگوں نے وہی باتیں کہیں اور منوانی چاہیں۔ جو لوگ خود کہتے تھے اور مانتے تھے پس ہر ایک دانا انسان جان سکتا ہے کہ مسیح موعود کی کامیابی کے ساتھ کسی کی کامیابی لگا نہیں کھا سکتی۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے، کہ ایک بہت بڑا دخانی جہاز کسی طرف کو جارہا ہو۔ ایک شخص اٹھ کر جہاز کے پیچھے ہاتھ رکھدے اور کہے کہ دیکھو میں جہاز کو دھکیلے لیئے

جا رہا ہوں۔ تو اسکا فخر بے جا ہے۔ اور ہر ایک دانشمند کے نزدیک ایک بے معنی حرکت ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص ہے کہ اِس جہاز کو نہ سہی بلکہ ایک کشتی کو ہی اگر دریا کے بہاؤ کے خلاف لے چلے تو اوسکا فخر بجا ہوگا اور اسکی طاقت مسلّم ہوگی۔ ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ مسیح موعود نے لوگوں سے وہ باتیں منوائیں جنکو وہ ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ مگر ان کے خلاف لوگوں نے وہ باتیں پیش کیں جنپر وہ عمل پیرا تھے پس ہر شخص پکار اٹھیگا کہ مسیح موعود کی کامیابی ہی ایک کامیابی ہے آپکے متبعین کو خدانے وہ غلبہ دیا ہے کہ معمولی سے معمولی احمدی سے بھی بات کرتے ہوئے عیسائی جی چراتے ہیں۔ اور جھٹ کہدیتے ہیں۔ تم قادیانی ہو۔ تم سے ہم بات نہیں کرتے۔ مال کس قدر وہ صرف کرتے ہیں کوشش کس قدر کرتے ہیں۔ مگر ہم مال یا کسی اور ذریعہ سے انپر غلبہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور مسلمان کہلانے والے بھی تو موجود ہیں۔ مگر احمدیوں سے کیوں عیسائیوں کا دم گھٹتا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی مدد کا نتیجہ ہے کہ انکا رعب سروں پر غالب کر دیا۔ آریہ اوروں سے تو بے شک گفتگو کر سکتے ہیں۔ ہمارے مدمقابل نہیں آسکتے۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ:۔

پنڈت بھوجدت بھاگلپور میں گیا۔ مولانا عبدالماجد صاحب بیٹھے رہے۔ مگر ان کے مقابلہ پر نہ آیا۔ اور بھاگلپور چھوڑ گیا۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا حکیم خلیل احمد صاحب سے آریوں کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ مگر مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ پھر فرمایا کہ حضرت صاحب نے لوگوں سے ان کے خیالات چھڑا دیئے۔ ایکطرف تو انکو آپ کے خیالات سے اس قدر الگ کر دیا کہ بالکل بے جان کیطرح انہوں نے اپنے تئیں مسیح موعود کے ہاتھ میں سونپ دیا۔ دوسریطرف ان کو آزادی بھی ایسی دی کہ جو بات مانو دلیل سے مانو بے دلیل کوئی بات نہ مانو اجتماع ضدین کر دیا ایسی دو صورتیں مشکل کیا ہوتی ہیں لیکن حضرت مسیح موعود نے یہ بات کر دکھلائی کہ وہ لوگ جو آزادی آزادی کرتے تھے کیسے بے جان ہوکر مسیح موعود کے ہاتھ میں آگئے دوسریطرف ایسے آزاد کہ کوئی بات مانتے ہی نہیں جبتک مبرہن طور پر دلیل اسکے حق میں پیش نہ کی جائے۔ قرآن شریف نے اس اصل کو پیش کیا ہے اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم الخ یا تو اسقدر خیالات کو دوسرے کو سپنوا دیا کہ قتل کردو۔ یہاں سے جنبش نہیں کرینگے۔ اور دوسریطرف یہ کہا کہ بے دلیل کوئی بات تسلیم نہیں کیجائیگی۔ وطنوں سے نکلنا گوارا ہے۔ پھر وہ وقت جبکہ دنیا آزادی آزادی کر رہی تھی مسیح موعود نے ایسے مطیع و فرمانبردار بنایا کہ تمام سرکشیاں جاتی رہیں۔ اپنی ہی اتباع نہیں منوائی بلکہ خلفاء کی بھی اتباع و فرمانبرداری ضروری کر دی۔ جیسا کہ پیغام صلح کے صفحہ ۳۶ میں احمدی جماعت کی خصوصیت کہ ہمیشہ وہ ایک پیشوا کے ماتحت رہے گی۔ بیان کرکے دوسروں کو پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال فرمایا ہے۔ اسلیئے کہ کبھی ایسے لیڈر کی ماتحت نہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو۔ لوگوں نے کہا کہ شخصی حکومت میں قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ پس دکھلا دیا کہ ہاں ایک شخص کی ماتحتی میں قوم خوب ترقی کر سکتی ہے۔ دو قسم کی باتیں ہوتی ہیں جن سے منواتے ہیں۔ ایک تو دلائل ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دلائل کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دلائل سے انکو تشفی نہیں ہوتی پھر ایسے لوگوں کےلیئے ضروری ہوا کہ مشاہدہ کراویں پس خدانے ایک شخص کی ماتحتی میں ترقی ہوتے ہوئے مشاہدہ کرا دیا۔ ہماری جماعت کے چند لوگوں نے بھی نبوۃ کے بارے میں غلطی کھائی۔ کہتے ہیں کہ "مسیح موعود کی نبوۃ کے یہی دلائل ہیں کہ انکو نبی پیشگوئیوں میں کہا گیا۔ الہام میں نبی کا نام رکھا گیا۔ اگر یہ سب کچھ استعارات نہیں۔ تو عیسائی کو خدا بنانیوالے سچے ہیں۔ کہ مسیح کو بیٹا کہا گیا۔ اور اسنے خود بھی کہا کہ میں بیٹا ہوں اگر مسیح موعود کی نبوت کا لفظ استعارہ نہیں حقیقت ہے تو مسیح کو خدا ماننے والے حق پر ہیں فرمایا۔ اسطرح تو آنحضرت صلعم کی نبوت بھی استعارہ بن جائے گی۔ ان لوگوں نے اتنا نہیں سمجھا کہ بیٹے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ اول اسلیئے کہ اسکا قائم مقام ہو۔ مثلاً انسان ہے آدمی چونکہ اسوقت سے قیامت تک قایم نہیں رہنا تھا۔ اسلیئے اس کی نسل قایم رکھنے کے لیئے اس کی اولاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔

مثلاً جانور میں کوئی جانور آدم کے وقت کا نہیں ملتا۔ مگر اسکی نسل موجود ہے یہی حال درختوں کا ہے۔ لیکن سورج ہمیشہ ایک زمین ایک سونا چاندی ایک ہے وجہ کیا؟ صرف یہ کہ چونکہ وہ نظام شمسی تک خود قائم رہ سکتی ہیں۔ اسلیئے ان کے توالد تناسل کی ضرورت نہیں لیکن جو چیزیں خود قایم نہیں رہ سکتیں۔ ان کی قایم مقام پیدا کر دی ہیں۔ پس خدا کے بیٹے کے لیئے اول ثابت کرنا ہوگا کہ وہ ویسا ہی ہو۔ اور یہ کہ خدا کے لیئے آیا بیٹے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ لیکن نبی کے لیئے تو یہ ضرورت نہیں۔ وہاں تو شرائط مقرر ہیں۔ اگر کسی شخص میں وہ شرائط پائی جائیں تو وہ نبی ہے۔ نبیوں کے لیئے صرف یہ ضروری نہیں کہ۔۔۔ ان کا نام نبی رکھا گیا۔ بلکہ انکو غیب پر غلبہ ہو۔ اور ان کی وحی کثرت سے انذار و تبشیر کے متعلق ہو تب ہم تسلیم کر لیں گے۔ لیکن یوں تو مجھ کو بھی بعض اوقات ایسا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس سے آیندہ دن کو ہونے والے واقعات خواب میں رات کو دکھائے جاتے ہیں۔ پس نبوت کے لیئے کوئی محال عقلی نہیں جو پہلے نبیوں کے لیئے شرائط ہیں وہ کسی اور میں ملیں تو وہ نبی ہے۔ مگر خدا کے لیئے بیٹے کی ضرورت بتلانی ہوگی۔

پہلی کتابوں میں دلایل نہ تھے۔ نہ لوگ اِس قابل تھے کہ ان کے سامنے دلائل پیش کیئے جائیں۔ وہ درجہ تقرب جو اعلےٰ درجہ کا تھا اسکو ظاہر فرمانے کے لیئے بیٹے کا لفظ بولدیا۔ لیکن جب قرآن شریف نازل ہوا اسوقت لوگ اس قابل ہو گئے کہ انکے سامنے دلائل پیش کیئے جائیں۔ فرمایا کہ ہم جو بیٹا کہتے ہیں اس سے مراد عباد مکرمون ہیں۔۔۔۔ یہاں یہ تبلایا کہ ہم بیٹا کہہ تو دیا کرتے ہیں۔ لیکن اس سے مراد نیک بندے ہوتے ہیں جو خدا کی درگاہ میں خاص تقرب رکھیں۔ دیکھئے خدا تعالیٰ نے اپنی ہر بات کو دلیل سے ثابت کرنا اسلیئے لازم کر لیا کہ بندوں میں بھی حق تمیز کرنے کی استطاعت پیدا ہو ورنہ اتنا ضروری تھا کہ یہ بات ثابت کر دیجائے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ پھر اسکے لیئے دلائل کی ضرورت نہیں تھی۔ لہذا بندوں کی خاطر خدا نے دلایل دیئے پس جب کوئی خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ شرائط کے ماتحت نبی ثابت ہو جائے گا وہ نبی ہے۔ پھر اسکو مجازی کہنا سراسر غلطی ہے۔

یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ خربوزہ ہو اور کوئی شخص کہے کہ دیکھو جی گول بھی ہے۔ اور پھر اوپر چھلکا ہے۔ قاشوں کے لیئے دھاریاں ہیں۔ اندر گودا ہے۔ بیج ہیں۔ مگر یہ مجازی خربوزہ ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ یہی شرائط خربوزہ کے لیئے مقرر ہیں تو پھر مجازی خربوزہ کے کیا معنی اسی طرح جب نبوۃ کے تمام وہ شرائط جو پہلے نبیوں کے لیئے ہیں ایک شخص میں ملتے ہیں تو پھر مجازی نبی کے کیا معنی؟

(۲)

(نوشتہ مولوی عبد القدوس صاحب)

۱۰ مئی بعد از نماز مغرب اس شخص کا ذکر ہوا جسے شکایت تھی کہ میری طبیعت میں انقباض ہے۔ اور آپ نے اسے استخارہ کے لیئے فرمایا تھا۔ اسے خواب آیا کہ تو محمود و احمد ہے جس کا مطلب وہ یہ سمجھا کہ وہ محمود و احمد کے طریقے پر ہے۔ بس یہی ٹھیک ہے۔ حضور نے فرمایا۔ وہ تو کہتا ہے کہ میری طبیعت میں انقباض ہے کیا محمود و احمد ×

× جس کی بنا پر یہ انقباض تھا اسکا مطلب تو یہ ہے کہ محمد اور احمد ایسا ہی ہے جو مظہر نبی ہیں تو احمد بھی نبی ہیں۔ محمد کے مظہر ہونے سے وہی احمد کے مظہر ہیں *

تردید خیالات منکران خلافت

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے ایک مفصل و مدلل مضمون پشاوری نذر علی کے اس مضمون کے جواب میں بھیجا ہے۔ جسکا عنوان تھا "کا بچہ خام و عقل غلام گم ہا" قاضی صاحب نے معترض کی جہالت اسکی حواس باختگی اور پھر اسکی گالیاں علیحدہ علیحدہ عنوانوں کے نیچے دکھائی ہیں۔ اور اسے خوب لتاڑا ہے۔ گنجایش کم ہے۔ اسلیئے نہایت ضروری اقتباس شائع کیا جاتا ہے +

تمام مؤرخین اور محققین بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں اور نصاریٰ بھی متفق ہیں کہ حضرت مسیح ناصری و حضرت یحییٰ علیہ السلام نے دعوت اور تبلیغ کا کام چھوٹی عمر میں شروع کیا تھا۔ مگر میرزا نذر علی کے قاعدۂ کلیہ کو صحیح تسلیم کر کے نعوذ باللہ حضرت مسیح ناصری و حضرت یحییٰ تیس سال کی عمر میں نعوذ عقل بچہ خام کے مصداق ہیں +

اسی طرح آپکے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا حضرت رسول اللہ پر بچپن میں ایمان لانا بھی نعوذ باللہ لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ حضرت علیؓ کی عمر تیس سال سے بہت کم تھی +

اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمر ایام رسالت اور حیات سیدنا محمدؐ میں تیس سال سے کم عمر کے تھے۔ اور باوجود اسکے وہ اصحاب رسول میں مجلس شوریٰ کے علی ممبر تھے۔ اور اسی عہد رسالت کی اکثر روایات کے علم حدیث میں راوی ہیں سنئے تھے۔ اگر نذر علی پشاوری کو علم کچھ ہو گیا تو کیا یہی ضرب المثل پڑھے گا۔ اور اگر آپ کو یہ معلوم ہو کہ حضرت عایشہ صدیقہؓ چھوٹی عمر میں حضرت رسول اللہ کے نکاح میں آئیں۔ تو آپ انکے روایات اور حکایات اور مسائل پر ناک چڑھا کر فوراً کہدینگے کہ وہ قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ ابھی کا "بچہ خام اور عقل غلام گم" کے مصداق تھی۔

اسی طرح حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ علیہ السلام اور جن کے کہ وہ سردار ہونگے۔ وہ نذر علی پشاوری کے نزدیک عقل غلام گم کے مصداق ہیں۔ یعنے نعوذ باللہ وہ سب جوان عقل سے محروم تھے +

پھر حضرت رسول اللہ کے وہ تمام اصحاب جو کفار عرب کے غلام تھے حضرت رسول اللہ پر ایمان لا کر مسلمان ہو گئے تھے یا مسلمانوں کے ہو گئے تھے۔ اور دین اسلام کے خادم ہوئے۔ وہ نذر علی کے نزدیک عقل غلام گم ہوتے تھے۔ یہی نذر علی نے حضرت زید بن ثابت حضرت بلال حبشی جو اسد عنہ۔ حضرت صہیبؓ۔ حضرت سلمان فارسی

حضرت قنبر وغیرہ عقل غلام گم کے مصداق اور ان کا اسلام بے عقلی کا نتیجہ تھا +

جہالت کا ثبوت

نذر علی نے چند احادیث پیش کی ہیں اور ان سے نتیجہ نکالا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اسکے جواب میں گذارش ہے کہ

یا تو شاید نذر علی کو یہ علم نہیں کہ جو احادیث اس نے آج پیش کئے ہیں ان کی تشریحات و تفصیلات خود حضرت اقدس امام مہدی حکم عدل رسول علیہ السلام اپنی کتب میں کر چکے ہیں۔ اور پھر اکابرین جماعت احمدیہ کی تحریریں بار بار آچکی ہیں

سنو! حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں یہ ہمارا ایمان ہے۔ خاتم النبیین اگر مانع ہے تو (۱) حقیقی نبوت میں تشریعی نبوت کا یا (۲) اگر مانع ہے تو مستقل یعنی براہ راست نبوت کا۔ مگر ظلی یا بروزی نبوت جو انوار محمدی سے فیض لینے والی نبوت ہو اور اتباع سیدنا محمد اور قرآن کریم سے ملنے والی ہے۔ کا ہرگز مانع نہیں۔ بلکہ اسی سے خاتم النبیین کے لفظ میں اسکا ثبوت بھی ہے اور لفظ اس کا موید ہے۔ دیکھو حضرت اقدس کا اشتہار ایک غلطی کا ازالہ +

لانبی بعدی اور لانبوۃ بعدی کا جواب لو کان کھڑے کر کے سنو۔ آپ کیطرح کسی احمق نے حضرت عایشہ صدیقہ کے آگے بھی حدیث پیش کرائی اور یہی استدلال کیا جو آج آپ کو سوجھا تو اس طاہرہ اور مطہرہ نے فرمایا کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولکن لا تقولوا لا نبی بعدہ۔ اور حضرت امام محمد طاہر رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب مجمع البحار میں جو مطلب واضح کر دیا ہے وہ ہمارا موید ہے کہ ھذا ایضا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ صفحہ ۸۵۔

حضرت امام محی الدین ابن عربی حضرت امام قرطبی اور امام ابن حجر عسقلانی اور ملا علی کی تحریر اس تشریح میں ہماری موید ہیں۔

غور کرو تم نبوت کے منکر ہو کر کس گروہ میں داخل ہوئے اور قرآن کریم کے کس الزام کے ماتحت آگئے اور کن کے مثیل بنے۔ میں بتا دیتا ہوں +

(۱) آریہ دیانند اسکے ملہمین کے بعد مدعی نبوت و وحی کو دجال اور کذاب جانتے ہیں اور قطعاً نبوت اور وحی کے منکر ہیں +

(۲) اُمت یوسفؑ حضرت یوسف کے بعد نبوت اور وحی کے قطعاً منکر ہو گئے تھے۔ اور مدعی نبوت اور وحی کو دجال اور کذاب جانتے تھے۔ چنانچہ قرآن الزامات ذکر کرتا ہے۔ حتی اذا ھلک یوسف فقلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا +

(۳) حضرت موسیٰؑ کی اُمت میں سے ایک جماعت حضرت موسیٰ کے بعد مدعی نبوت اور وحی کو کذاب و دجال جانتے تھے۔ چنانچہ ان کا قول جو انہوں نے حضرت عیسیٰ کی حواریوں کو کہا۔ یہ ہے کہ ما انزل الرحمان من شیئ ان انتم الا تکذبون +

(۴) عیسائیوں کا ایک بڑا گروہ حضرت مسیح ناصری اور اسکے حواریوں کے بعد نبوت اور وحی کا قطعاً منکر ہے۔ اور ہر مدعی نبوت اور وحی کو دجال اور کذاب جانتے ہیں چنانچہ سیدنا محمد رسول اللہ کو بھی نعوذ باللہ اسی ذیل میں داخل کرتے ہیں۔ دیکھو اندرون بائبل مصنفہ عبداللہ آتھم +

(۵) مجوسی حضرت زرتشت کے بعد نبوت اور وحی کے بالکل منکر ہیں اور اسی سبب سے حضرت رسول اللہ کی تکذیب کی اور قبول نہ کیا۔ اور دنیا کذاب اور دجال جانا نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد +

(۶) غیر احمدی مسلمان بالجموع حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت۔ اور وحی کے ہرگز قائل نہیں۔ اور مدعی نبوت اور وحی کو تیس کذابوں میں سے ایک اور دجال جانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مولوی محمد حسین نے حضرت اقدس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اسکے وجوہ کفر میں یہ امور درج ہیں +

(۷) نذر علی اور اسکے ہم جنس ان سب گروہوں کے آخری بھائی اور مثیل نکلے کہ اب یاد آیا کہ حضرت احمد نبی اللہ مسیح موعود اگر نبی اللہ ہے اور مدعی نبوت ہے۔ بس تیس کذابوں میں سے ایک اور دجال ہے۔ امت یوسف کی طرح لفظ یوسف محمد سے بدلکر زبان حال سے آواز دہل پکارنے لگے کہ اذ ھلک محمد لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ولو کان من اتباعہ +

اہلبیت نبوی ہونا

معلوم ہوتا ہے کہ نذر علی کے نزدیک جو شخص ہو خواہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہوں یا سیدنا محمود احمد انکا اہل بیت ہونا جرم ہے اور انکی حق میں اگرچہ خدا کا برگزیدہ انسان خواہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ہو یا حضرت مسیح موعود کتنے ہی دعائیں کر گزرے ہوں وہ نذر علی کے نزدیک لغو اور اکارت ہیں۔ یہ تو اس شخص کا ایمان ہے۔ اگر اہلبیت نبوی میں سے کوئی شخص مدعی خلافت ہو یا منتخب برائے خلافت ہو جائے تو اسوقت آپ امیر باغیان یا گروہ کوفیان میں داخل ہونے کو تیار ہیں۔ اگر اولین میں ہوتے تو حضرت معاویہ کے جانشین ہو کر حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین کے مقابلہ پر تیار ہوتے۔ اور اگر آخرین میں ہوں جیسا کہ اتفاق شومئی سے ہوئے تو آپ امیر باغیان کے علمدار

...... ان کے سرگرم ممبر ہیں یزید بن کر امام حسین حضرت محمود پر خنجر جفا چلانے تیغ زبان سے حملہ آور ہونے کو تیار ہیں +

آپکے نزدیک چونکہ حضرت عیسٰے اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام اور حضرت محمود احمد کی کوئی خدمات ہرگز ثابت نہیں۔ اور بالمقابل حضرت معاویہ اور ان کے جانشین اور مولوی محمد علی کی خدمات دینیہ ثابت ہیں اسلیئے آپکے نزدیک یہ گروہ حق پر ہے۔ اور فضیلت کا تاج اِسی گروہ کے سر پر ہے۔ کیونکہ وہ خدمت دین اسلام اور کارکردگی میں افضل ثابت ہو چکے ہیں

خدمت دین کا احسان جتانا

حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے اور ان کے قرب میں رہنے کے سبب سے دنیوی اور دینی فائدہ اور شہرت مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین کو حاصل ہوئی۔ ورنہ ان جیسے ہزاروں مولوی ایم اے۔ اور بی اے۔ ایل ایل بی سنحاک چھانتے پھرتے ہیں۔ اور سنّو روپے تک کی پوسٹ تلاش سے نہیں ملتی۔ اگر چاہو تو کئی نظیریں بتا سکتا ہوں۔ حضرت اقدس نے ان کو عیسائی ہونے سے بچایا۔ انسان بنایا۔ علم القرآن والحکمۃ سکھایا اور جو نام اور شہرت حاصل کی اسکے سبب سے حاصل کی۔ ورنہ خواجہ کمال الدین کے اور بھائی بھی ہیں جو خواجہ عزیز الدین صاحب کی اولاد میں سے ہیں تم میں سے اکثر انکو جانتے تک نہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے دوسرے بھائی بھی ہیں انکو تم نے دیکھا تک نہ ہوگا۔ پس جو کچھ دیکھتے ہو۔ یا باعث فضیلت جانتے ہو۔ وہ حضرت احمد نبی اللہ کی برکت سے ہے۔ اور غریب قوم احمدیہ کے ذریعہ سے کیا۔ ورنہ وہ اپنے گھروں سے قادیان میں خاک لائے تھے +

شکریہ

میں خود طبیب ہوں تیس سالہ میرا تجربہ ہے۔ پچھلے دنوں میں سخت علیل ہو گیا۔ اور میں نے آثار و علامات سے غالب ظن کر لیا۔ کہ اب اِس بیماری سے جانبر ہونا نظر بحالات ظاہر غیر ممکن ہے۔ ڈاکٹر صاحب اور دیگر اطباء کی بھی یہی رائے تھی۔ اُس وقت میں نے حضرت فضل عمر کی خدمت میں اپنی حالت عرض کر کے دعا کے لئے گزارش کی۔ اسکے بعد میری حالت اچھی ہوتی گئی اور اب میں خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہوں۔ چنانچہ بعض اور صلحاء احمدی مخلصین کو بھی دعا کے واسطے عرض کیا +

(حکیم قطب الدین قادیان)

دعوت الی الخیر

نامہ حیدرآباد

نمبر۲

(رقمزدہ مفتی محمد صادق صاحب)

حیدرآباد ایک پرانا شاہی شہر ہے۔ ایک لمبے عرصہ سے دارالسلطنت چلا آتا ہے۔ اور نئی روشنی سے بھی اُسنے کافی حصہ لیا ہے۔ اسواسطے یہاں ہر قسم کے آدمی موجود ہیں۔ پرانی طرز کے رئیس امرا۔ نواب اور نئی روشنی کے صاحب ایل بڑے سے بڑے امیر اور ادنٰے سے ادنٰے غریب فیل نشین اور موٹر سوار سب دوشس بدوش یہاں کی پر رونق آباد مضبوط مگر تنگ سڑکوں اور بازاروں میں دکھائی دیتے ہیں قدیم وضع کے محلات اور باغ اور نئے طریقہ کے شاتو اور ولا اور آرچرڈ بکثرت دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان سب میں ہم پھرے ہیں اور ہر جگہ ہم نے مسیح موعود کی آمد کی اذان دی ہے کسی نے سنا اور پسند کیا۔ اور کوئی گھبرایا اور ناپسندیدگی کا اظہار کرنے لگا۔ کوئی میٹھی مگر زہر آلود نیند میں سو یا رہا۔ اور اُسنے ہماری باتوں کو سننا نہ چاہا۔ مگر ہمنے اپنی آواز کو حتی الوسع سب میں پہنچا دیا ہے +

ماننے کے واسطے امرار کی نسبت غربا جلد توجہ کرتے ہیں۔ ایکدن میں ایک اِکہ میں سوار ہوکر کہیں جاتا تھا۔ اِکہ بان ایک سفید ریش غریب مزاج آدمی تھا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود غربا ہی کے واسطے آئے ہیں جسکو موقعہ ملے سنا دینا چاہیے۔ دعا کر کے میں نے اُس سے باتیں شروع کیں۔ مہدی کا انتظار۔ مسیح کی آمد کا خیال اُسکے علامات۔ ان کا پورا ہونا۔ حضرت نبی اللہ مسیح موعود کی نبوت۔ آہستہ آہستہ سب باتیں میں نے اُسکو سنائیں چپ سنتا رہا۔ جب میں اِس سے اُترا تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا کہ حضور میں نے اِن سب باتوں کو قبول کیا جو آپنے فرمائیں۔ اور میں ایمان لایا کہ میرزا صاحب مسیح اور مہدی اور اللہ کے رسول ہیں۔ آپ میری طرف سے حضور کے خلیفہ صاحب کی خدمت میں عرضی لکھ دیں کہ میں ایمان لایا۔ چنانچہ اسکے متعلق میں نے حضرت کو خط لکھ دیا تھا +

یہاں ہمنے درس قرآن اور لیکچروں کے واسطے ایک ہال کرایہ پر لیا ہے۔ اسمیں بھی کسی نے رکاوٹ کی کوشش کی تھی مگر اللہ تعالٰی نے اس شر سے محفوظ رکھا۔ میں اسسٹنٹ ریذیڈنٹ بہادر سے جا کر ملا تمام سلسلہ کے حالات انکو سنائے۔ ریویو انگریزی کے بعض پرچے دکھائے ٹیچنگ آف اسلام دی۔ حضرت مسیح موعود کے دعوے اور دلایل پر گفتگو کی بہت توجہ سے سب باتوں کو سُنا اور تحریری اجازت دی کہ ہم روزانہ وعظ اور لیکچر کر سکتے ہیں۔ اب وہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک دن میں نے سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر ایک مختصر تقریر کی چند نوجوان طلبا بھی سامعین میں تھے۔ تقریر کے خاتمہ پر ایک نوجوان نے درخواست بیعت کی۔ بیعت لی گئی اور اُسکا نام فہرست مبائعین میں بھیجا گیا +

۳۰ - اپریل کو بعض مخالفین نے ایک خاص غرض کی مجلس ہماری مخالفت کے لیئے قایم کی ایک نوجوان نے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ اور بالخصوص حضرت مسیح موعود کے دعوٰی نبوت پر بڑا زور دیا۔ اسواسطے دوسرے دن یکم مئی کو عاجز نے اپنے ہال میں نبوت مسیح موعود پر ایک لیکچر دیا۔ اور پبلک کو دکھایا کہ مسیح موعود کو اگر نبی نہ مانا جائے۔ تو اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے آنے والے کا نام نبی رکھا ہے اور اسکا حلیہ پہلے مسیح ناصری سے جدا بیان کیا ہے پھر اسکو اماماً منکم کہا ہے اور اگر اس اُمت میں ایک ایسا نبی نہ ہوتا جو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب پاتا تو اُمت اور امت کے سردار کی بڑی بے عزتی ہوتی۔ اور اگر اس امت کی اصلاح کے واسطے کوئی غیر امت کا نبی بلایا جاتا۔ تو بھی توہین ہوتی۔ بہرحال مسیح موعود کو نبی ماننا ضروری ہے۔ پھر ایک اور حافظ محمد اسحٰق صاحب کا لیکچر رد شرک پر ہوا جس میں حافظ صاحب نے بہت عمدگی سے یہ دکھایا کہ مسیح کے متعلق بہت سے حنفی اور وہابی مولویوں کے عقاید مشرکانہ ہیں +

ایکدن ہم یہاں کے ایک بڑے معزز نواب صاحب کے مکان پر قرآن شریف کی بعض آیات کی تفسیر سُنا رہے تھے کہ دو مولوی صاحبان جنہوں نے غالباً یہ پتہ کہیں سے حاصل کر لیا تھا کہ ہم کُلبٔ کس وقت وہاں ہونگے۔ ایک رئیس شہر کے ساتھ وہاں آپہنچے۔ ان میں سے ایک صاحب عرب کے رہنے والے عالم آدمی تھے اور دوسرے ہندوستانی مولوی۔ جو آئے تو ان کے ساتھ ہی تھے۔ مگر مکان کے نیچے کہیں کھڑے رہے اور بعد میں اچانک آ نمودار ہوئے۔ رئیس صاحب کی خدمت میں کتاب تحفۃ الملوک پیش کی گئی اسپر عرب صاحب نے فوراً ہی سلسلہ حقہ کے متعلق گفتگو شروع کر دی۔ اور ہر بات میں حافظ روشن علی صاحب نے عرب صاحب کو مسکت جواب دئے۔ بالآخر رئیس مذکور نے بحث کو ان الفاظ پر ختم کیا۔ کہ اچھا مولوی صاحب نے ہمکو کتاب دی ہے اسکو پڑھیں گے۔ پھر جو امور قابل دریافت ہونگے۔ ان سے دریافت کیئے

"جائیں گے؟" اور ہم نے عرض کی تھی۔ کہ جب ہم کو یاد کیا جائے گا ہم بخوشی حاضر ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس بات پر بہت دن گزر گئے۔ آج ۱۶ مئی، اتفاقاً اس رئیس کے مصاحب عرب صاحب بازار میں مل گئے۔ مفصلہ ذیل گفتگو ان سے ہوئی:-

سید بشارت احمد: شیخ آپنے ہم کو یاد نہ کیا ہم انتظار میں ہیں +

عرب صاحب۔ حافظ صاحب کہاں ہیں؟ میں انسے ملنا چاہتا ہوں۔

سید صاحب۔ چوک اسپال میں بشارت منزل کا بورڈ لگا ہے وہاں مہین تشریف لائیے۔ اور ملاقات کیجئے +

عرب صاحب۔ اچھا اگر فرصت ہوئی۔ میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مگر فرصت کم ہے۔ بہت سے لوگ مجھ سے حدیث وغیرہ کا سبق پڑھتے ہیں +

سید صاحب۔ مگر یہ کام زیادہ اہم ہے۔ ایک دینی ضرورت ہے آپ ضرور تشریف لاویں۔ چائے بھی وہاں پئیں۔ اور کھانا بھی وہیں کھائیں۔ ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں۔ تاکہ اطمینان کے ساتھ گفتگو ہو سکے +

اتنے میں ہم ایک احمدی بھائی مومن حسین صاحب کی دوکان پر پہنچ گئے۔ عرب صاحب بھی ہمارے ساتھ ہی دوکان میں آگئے +

عرب صاحب۔ گفتگو تحقیق حق کے واسطے ہونی چاہیئے +

سید صاحب۔ یہی ہمارا بھی منشا ہے +

عرب صاحب۔ آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں؟

صادق۔ نبی اللہ مسیح موعود +

عرب صاحب۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اور آنحضرت نے ہمیشہ یہی فرمایا۔ کہ ابن مریم آئے گا۔ یہ نہ فرمایا کہ اسکا مثیل آئے گا۔ اسکا آپ کیا جواب دیتے ہیں +

سید صاحب۔ پہلے آپ وفات مسیح پر گفتگو کرلیں۔ یہ مرحلہ طے ہو جائے۔ تو پھر آگے چلیں۔ ترتیب وار گفتگو زیادہ مفید ہوگی +

عرب صاحب۔ مسیح کی وفات سے کچھ فائدہ نہیں بعض لوگوں نے انکی وفات کو تسلیم کیا ہے۔ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ ضرورت نہیں۔ وہ مر بھی گیا ہے۔ تو پھر زندہ ہو جائے گا +

صادق۔ میں عرض کرتا ہوں ختم نبوت کے ہم قائل ہیں۔ لیکن ختم نبوت کے معنی اور مطلب کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر سمجھنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ جب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا ہے تو اس سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی نبوت ختم نبوت کے مخالف نہیں۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ جب مسیح موعود کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ اور اسکو نبوت بواسطہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا ہوئی ہے۔ تو یہ امر آنحضرت کے مخالف یا منافی شان نہیں بلکہ شان محمدی کے کمال کا اس سے اظہار ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے اگر مسیح ناصری آنحضرت صلعم کی زندگی کے زمانہ میں زندہ تھا۔ اور اب تک زندہ ہے۔ اور پھر دنیا میں آئے گا۔ تو خاتم النبیین وہی ہوگا جو سب سے آخر وفات پائے گا لیکن جس صورت میں کہ انکی وفات ثابت ہے تو آنے والا کوئی اور ہے۔ جو کہ امتی نبی ہے +

عرب صاحب۔ آپ لوگ تاویلوں سے بہت کام لیتے ہیں ظاہر الفاظ کے مطابق معنے لینے چاہئیں +

صادق۔ اگر ہر جگہ ظاہر معنوں کا لینا ضروری ہے۔ بالخصوص پیشگوئیوں میں تو اس حدیث کے کیا معنے ہیں جبکہ آنحضرت نے اپنی بیبیوں کو فرمایا کہ تم میں سے میرے ساتھ سب سے پہلے ملنے والی وہ ہے جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ اور قرآن شریف کی اس آیت کے کیا معنی ہیں۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ۔ جو اس جہان میں اندھا ہے۔ وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا +

عرب صاحب۔ یہ درست ہے لیکن عبارت کے سیاق وسباق کو اور قرینہ کو دیکھنا ضروری ہے۔ اس بات کے واسطے کیا قرینہ ہے کہ آنے والا مسیح کوئی اور ہے۔ وہی مسیح ناصری نہیں +

صادق۔ باتیں بہت ہیں چند ایک عرض کرتا ہوں:-
(۱) اگر مسیح ناصری اب تک زندہ اور دنیا میں آنے والا ہے۔ تو نعوذ باللہ آنحضرت کی ختم نبوت باطل ہوتی ہے + (۲) قرآن شریف سے انکی وفات ثابت ہوتی ہے + (۳) قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ جو وفات پا جاوے وہ پھر اس دنیا میں نہیں آتا + (۴) احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح ناصری کا حلیہ اور بیان کیا ہے اور دوسرا علیحدہ جو مسیح ہوگا اسکا حلیہ اور فرمایا ہے +

عرب صاحب۔ مسیح دوبارہ جب آوے گا تو اگرچہ نبی ہوگا۔ مگر ہمارے واسطے نبی ہو کر نہ آئے گا۔ وفات اگر ثابت بھی ہو تو پھر زندہ ہو کر آ سکتا ہے۔ اگرچہ مردے رجوع نہیں کرتے مگر بطور خارق عادت ایسا ہو سکتا ہے۔ حلیوں کا کیا ہے۔ خود آنحضرت کے حلیہ میں راویوں نے اختلاف کیا ہے +

صادق۔ جب ایک شخص نبی ہے تو پھر کسی قوم کے واسطے نبی نہ ہونا ہونا اسکی نفس نبوت کو گھٹا یا بڑھا نہیں سکتا ہے۔ بہرحال وہ نبی بلا واسطہ آنحضرت تھا۔ اور ایسا ہی رہے گا۔ پھر ختم نبوت کہاں رہی جو سنت اللہ۔ اللہ تعالےٰ نے خود بطور نص قطعی کے فرمادی اور احادیث نے بھی اسکی تائید کی کہ مردہ رجوع اس دنیا میں نہیں کرتا۔ تو پھر خرق عادت کیسا۔ راویوں میں اختلاف ہو سکتا ہے کیونکہ ہر شخص اپنی سمجھ اور طاقت بیانی کے مطابق حلیہ بات کہہ سکتا ہے لیکن آنحضرت کا بذریعہ کشف ایک بات بیان کرنا ایسا امر ہے جسکو معمولی راویوں کے بیان سے تشبیہ نہیں دیجا سکتی ورنہ تمام اعتبار اٹھ جائے گا +

اسکے بعد دوسرے دن کی ملاقات پر اس گفتگو کو چھوڑا گیا +

ہمارے مبلّغین

حکیم خلیل احمد صاحب اپنے مزید حالات بھیجتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:-

حضور اقدس کا خادم پرسوں ۲ مئی کو چاٹگام پہونچا۔ خواجہ مولوی مبارک علی صاحب کے ذریعہ یہاں کے بعض انسپکٹروں اور علماء سے ملاقات ہوئی۔ یہ ایک بڑا شہر ہے اسمیں بہت ہائی اسکول ہیں دو انیں سرکاری ہیں انمیں ایک مدرسہ اسکول عربی کا ہے جو کہ سرکاری ہے عربی کی تعلیم یہاں ہوتی ہے۔ اس شہر میں علاوہ اسکول اور کالج کے معلموں اور پروفیسروں کے شہر میں بھی بہت علماء ہیں۔ مولوی مبارک علی صاحب کا بیان ہے اس شہر اور اسکے گاؤں میں پانچ چھ ہزار سے کم مولوی نہ ہونگے۔ ایک مولوی کمال الدین صاحب ایم۔ اے شمس العلماء ہیں یہ بہت لائق اور سمجھدار عالم ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ اور بہت سی باتیں ہوئیں انکے اہتمام سے ایک وکیل صاحب کے مکان پر کل سے ایک جلسہ شروع ہوا ہے جس میں مناظرہ کی طرز پر ایک کالج کے پروفیسر مولوی عبد اللطیف صاحب سے گفتگو ہوتی ہے مجھکو پہلے مناظرہ کا علم نہ تھا۔ مگر اب جلسہ مناظرہ کی طرز پر ہو گیا ہے پروفیسر مولوی عبد اللطیف صاحب نے کل حیات مسیح پر اپنا پورا زور خرچ کیا انکی تقریر کے وقت لوگوں کا گمان تھا کہ انکی باتوں کا جواب نہیں ہے یہاں تک کہ ہمارے مہربان شمس العلماء صاحب کو بھی یقین ہو چلا تھا کہ اسکا جواب نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تقریر کے جواب میں مجھ سے ایسی تقریر کرائی کہ تقریر ابھی پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ لوگوں کا خیال ایکدم بدل گیا۔ اور بڑے شوق اور دلچسپی کے ساتھ میری باتوں کو سنا۔ شمس العلماء جناب مولوی کمال الدین صاحب نے فرمایا کہ آپکا استدلال بہت زبردست تھا۔ آپکی تقریر اور آپ کا "آنگو" بافضل ہے اور نہ صرف انہوں نے بلکہ تقریباً بہتوں نے اسی طرح کی رائے قائم کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

گو میں نے مولوی صاحب کی کل باتوں کا جواب ابھی نہیں دیا ہے مگر سب لوگوں نے یہ بات مان لی کہ اب وفات مسیح پر تقریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی قدر تقریر بہت کافی اور جامع ہے اسلئے اب قرار پایا ہے کہ کل ۲۰ مئی کو یہ عاجز سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسیحیت و مہدویت کے ثبوت اور دلائل پیش کرے پھر اسکے بعد..... جس شخص کو اعتراض کرنا ہو کرے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہکر میں نے وعدہ کیا ہے۔ حضور اقدس دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے میری تائید کرے۔ یہ عاجز جناب شمس العلماء صاحب کا نہایت مشکور ہے کہ انہوں نے بہت منصفانہ طرز اختیار کیا اور تعصب اور بے جا جانبداری سے کام نہ لیا۔ بقیہ پھر عرض کرونگا +

شرائط مباحثہ

مابین احمدیاں و غیر احمدیاں

"اکثر دوست خط لکھکر پوچھتے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب سے مباحثہ قرار پایا ہے ان کے ساتھ کیا شرائط مباحثہ طے ہوں اسلئے یہ مضمون چھاپ دیا جاتا ہے تاکہ سب احباب ان شرائط کے مطابق کارروائی کریں"

تعیین مبحث اول حضرت مسیح اسرائیلی کی وفات بذمہ احمدیان و حیات بذمہ غیر احمدیان۔

دوم حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں صادق ہیں بذمہ احمدیان۔

کیفیت بحث مبحث اول میں چونکہ احمدی وفات مسیح اور غیر احمدی حیات مسیح کے مدعی ہیں اور ہر ایک اپنے دعویٰ کے اثبات کا ذمہ وار ہے لہٰذا مبحث اول میں بحث کی کیفیت یہ ہوگی کہ دونوں اصل مناظر وقت مقررہ پر اپنا پرچہ ایک ہی وقت میں لکھنا شروع کرینگے اور وقت مقررہ کے اندر ختم کرینگے اور ختم ہونے پر باری باری ہر ایک مناظر اپنا اپنا پرچہ حاضرین کو وقت مقررہ کے اندر سنائیگا۔ اور سنانیکے بعد ہر ایک مناظر اپنے پرچہ پر اپنا دستخط کرکے دوسرے کو جواب کے لئے دیدیگا۔ اور پھر ہر ایک مناظر وقت مقررہ کے اندر جواب لکھکر اور پھر وقت مقررہ کے اندر اپنا اپنا پرچہ سناکر اور اسپر اپنا دستخط کرکے دوسرے مناظر کو دیدیگا تاکہ جواب الجواب لکھا جائے اور وہ بھی اس طریق پر دونوں مناظر ایک وقت میں جواب الجواب کا پرچہ لکھنا شروع کرینگے اور مقررہ وقت کے اندر ختم کرکے اور پھر وقت مقررہ کے اندر اپنا اپنا پرچہ سناکر اور اسپر دستخط کرکے اپنے اپنے تینوں پرچے جوکہ اسوقت تک تیار ہوئے ہیں پریذیڈنٹ صاحب کے حوالے کردیں تاکہ وہ اپنے زیر اہتمام ان سب پرچوں کی نقلیں تیار کرکے اور انپر اپنے دستخط کراکے اور پرچہ والے مناظر کے دستخط کراکے ہر ایک مناظر کو اسکے اپنے اصل تین پرچے اور دوسرے مناظر کے تین پرچوں کی نقل دیدے۔

اور دوسرے مبحث میں چونکہ احمدی ہی مدعی ہیں اور دوسرا فریق مدعی نہیں لہٰذا مبحث ثانی میں بحث کی کیفیت یوں ہوگی کہ وقت مقررہ کے اندر احمدی مناظر اپنا پرچہ تحریر کرکے اور مقرر وقت میں حاضرین کو سناکر اور اسپر اپنا دستخط کرکے غیر احمدی مناظر کو جواب لکھنے کے لئے دیدیگا اور وہ وقت معیّن میں جواب لکھکر اور مقرر وقت میں سناکر اور اسپر دستخط کرکے احمدی مناظر کو جواب الجواب لکھنے کے لئے دیدیگا اور احمدی مناظر مقرر وقت کے اندر اسکا جواب الجواب لکھکر اور معیّن وقت میں سناکر پھر اسپر اپنے دستخط کرکے نقول کے لئے پریذیڈنٹ صاحب کو دیدیگا۔ تاکہ وہ اپنے اہتمام سے تینوں پرچوں کی نقلیں کراکے اور انپر اپنے پرچہ والے مناظر کے دستخط کراکے جس جس کا اصل پرچہ ہے اصل اسکو اور اسکی نقل دوسرے کو دیدے تاکہ دونوں یا جو مناظر چاہے اس مناظرہ کو طبع کراکے پبلک میں شائع کرادے

تعیین اوقات۔ ہر ایک پرچہ کا وقت ½۱ گھنٹہ ہوگا اور سنانے کا وقت ½ گھنٹہ ہوگا۔

انتظام مباحثہ۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ اور مشترک پریذیڈنٹ جنکا کام نظام مجلس مباحثہ کا قائم رکھنا اور شرائط اور اوقات کی پابندی کرانا اور انکی خلاف ورزی سے روکنا ہوگا اور بس۔ اور اسمیں انکو اختیار ہوگا کہ شرائط اور اوقات کی پابندی نہ کرنے والے مناظر یا فریق کو مجلس مناظرہ سے نکال دیں اور آپکی ہزیمت اور فرار کی اشاعت کریں۔ اور اسی طرح انکو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کسی شخص یا اشخاص کو مخل مجلس مباحثہ ہونے اور شور و شر کرنیکے باعث مجلس سے خارج کردیں اور پریذیڈنٹوں کو مباحثہ کی نسبت رائے دینے اور ہار جیت کے تصفیہ کا کوئی اختیار نہ ہوگا بجز اس صورت کے کہ کوئی ایک فریق بالخصوص شرائط یا اوقات کی پابندی سے باہر ہوکر انکو ایسا موقعہ دے کہ وہ اسکی نسبت بوجہ خلاف ورزی شرائط مباحثہ یا اوقات مقررہ کی عدم رعایت کے فرار کا فتوےٰ دیں۔

اگر مقام بحث کے علاقہ میں فریقین کی کثرت اور طاقت اور اعتبار ہے تب تو دونوں ملکر مباحثہ کے لئے سرکاری اجازت پہلے حاصل کرینگے اور بعد ازاں مباحثہ کی تاریخ سے مناظرین کو اطلاع دینگے اور ہر ایک فریق اور اسکا پریذیڈنٹ حفظ امن کا اپنے اپنے لوگوں کی طرف سے ذمہ وار ہوگا اور اس حالت میں دونوں کے آدمی بھی مجلس مباحثہ میں مساوی ہونگے اور ہر ایک فریق کے چند معتبر اشخاص اپنے لوگوں کے گروہ کی طرف سے حفظ امن کی ذمہ واری کی تحریر دوسرے فریق کو تقرر تاریخ مباحثہ سے پہلے دیدینگے۔ اور اگر اس علاقہ میں کسی ایک ہی فریق کو کثرت اور طاقت اور اعتبار میں غلبہ حاصل ہو تو پھر اجازت بھی حکام مجاز سے وہی حاصل کریگا اور وہی حفظ امن کا بھی ذمہ وار ہوگا۔ اور اس حالت میں اسکو اختیار رہیگا۔ کہ اپنے فریق کے جسقدر بھی آدمی چاہے مجلس مباحثہ میں داخل کرے اور فریق ثانی کے آدمیوں کے لئے ان سے کم کوئی تعداد مقرر کردے یا جیسا چاہے۔ اور اس میں سے چند معتبر اشخاص اپنے لوگوں کی طرف سے حفظ امن کی ذمہ واری کی تحریر فریق ثانی کے پاس تاریخ مباحثہ کے تقرر سے پہلے بھیجدیں۔

شرائط مباحثہ ۱ پرچہ خود مناظر اپنے ہاتھ سے لکھیگا اور خود ہی سنائیگا۔ ہاں دو معاون ہر ایک مناظر اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے جو کہ مشورہ اور حوالجات نکالنے میں اسکو مدد دینگے۔

۲۔ کوئی مناظر اپنی تقریر و تحریر میں دوسرے مناظر کو ہتک آمیز الفاظ خطاب کریگا اور نہ اسکے پیشواؤں اور بزرگوں کو ایسے الفاظ سے یاد کریگا اور نہ انپر کوئی ذاتی حملہ کریگا بلکہ متانت اور تہذیب کے ساتھ تقریر و تحریر کریگا۔

۳۔ اور فریقین کا استدلال قرآن مجید سے اور فریق ثانی کی کتب معتبرہ کی حدیث صحیح مرفوع حقیقی کے ساتھ ہوگا اور بس اور قرآن و حدیث کے معانی کا فیصلہ لغت اور قواعد عربیہ اور سیاق و سباق اور قرآئن لفظیہ و عقلیہ کے ساتھ ہوگا۔

۴۔ اصل بحث سے خارج بات تقریراً اور تحریراً منع ہوگی۔ اور پریذیڈنٹوں کے لئے ضروری ہوگا کہ ایسی خارج از بحث بات کے سنانے سے روکدیں

مرتبہ

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء

محمد سرور احمدی

خطبہ ایک صاحب فیروزپور کے رہنے والے ہیں بیس روپیہ ماہوار آمد۔ قوم کے افغان ان کو نکاح کی ضرورت ہے خط و کتابت معرفت مینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور ہو۔

اٹلی مجلس وزارت نے استعفا دیدیا ہے جسکی وجہ یہ مشتہر کی گئی ہے کہ اراکین مجلس کی رائے میں ملک کی آئین پسند پارٹیاں انکی بین الاقوامی پالیسی کو تائید و حمایت کی نگاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی

۱۴- مئی سنہ ۱۹۱۵ء

(نوشتہ غلام نبی بلانوی)

الم تر الی الذین اوتوا نصیبًا من الکتٰب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین اٰمنوا سبیلاً -

مخالفت اور بغض انسان کو حق سے بہت دور ڈال دیتا ہے - اگر بغض انسان کے دل میں نہ ہو تو غلطیاں اور کمزوریاں تو ہوتی ہی رہتی ہیں - لیکن انسان بہت دفعہ ٹھوکر کھاتے ہوئے سنبھل جاتا ہے - اور اکثر اوقات گرتے ہوئے محفوظ ہو جاتا ہے - تو کمزوری اور غلطی تو انسان کے ساتھ وابستہ ہے - ہاں ان سے بچنے اور علیحدہ رہنے کے سامان خدا تعالیٰ نے مہیا کر دئے ہوئے ہیں - اس لئے غلطی خوردہ اور کمزوری کا شکار شدہ انسان ٹھوکریں کھاتے کھاتے ایسا ہی سنبھل جاتا ہے - جیسا کہ ابتدا میں بچہ چلتے ہوئے گرتا پڑتا ہے - اور بالآخر مضبوط ہو جاتا ہے - لیکن جہاں بغض حسد اور عداوت درمیان میں آجاتے ہیں - وہاں کسی بات کا ماننا اور حق کا قبول کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے - دیکھو آدم علیہ السلام کا انکار ملائکہ نے بھی کیا تھا - اور ایک رنگ میں انہوں نے یہ اعتراض بھی کیا تھا کہ جب آدم پیدا ہوگا تو فساد ہوگا یا اس کی نسل فساد کریگی - لیکن ان کا یہ اعتراض نیک نیتی کی بنا پر تھا وہ چونکہ نہیں سمجھتے تھے کہ ایسی مخلوق کی کیا ضرورت ہے، جو سفک دم کریگی - اس لئے انہوں نے حصول علم کیلئے سوال کیا - اس کے مقابلہ میں ابلیس نے بھی حضرت آدم کا انکار کیا ہے لیکن اس کا انکار تکبر اور شرارت سے تھا چنانچہ اس نے کہا کہ اس کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور مجھے آگ سے - میں اس کی اطاعت کس طرح کر سکتا ہوں - ملائکہ نے ایسا نہیں کہا تھا - بلکہ یہ کہا تہا کہ خلیفہ کی تو اسوقت ضرورت ہوتی ہے جبکہ فساد کا خطرہ ہو - پس آپ کے خلیفہ بنانے سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کوئی ایسی مخلوق بھی پیدا کرینگے جو فساد کریگی - اس کی پیدائش کی غرض ہم کو بتائی جائے - گو یہ بھی اعتراض ہی تھا مگر تکبر اور غرور کی وجہ سے نہ تھا - بلکہ ایک رنگ میں علم حاصل کرنے کے لئے کیا گیا تہا - ابلیس کی اعتراض کرنے کی یہ غرض نہیں تہی بلکہ اُسے حسد تہا کہ کیوں اُسے بڑا بنایا گیا ہے اور مجھے چھوٹا قرار دیا ہے - ملائکہ کو تو ماننے کی توفیق مل گئی - مگر ابلیس کو نہ ملی - اور وہ ہمیشہ کے لئے راندا گیا - پس اختلاف کوئی بُری چیز نہیں ہے اختلاف ہُوا ہی کرتے ہیں اور لوگ اعتراض کیا ہی کرتے ہیں لیکن جو نیک نیتی سے ایسا کرتے ہیں وہ تو ہدایت پا جاتے ہیں اور جو حسد - بغض - کینہ اور بدنیتی سے کرتے ہیں انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی - حضرت مسیح موعود نے جب پہلے پہل دعویٰ کیا تو صرف چند آدمی آپکے ساتھ تھے - اور باقی تمام لوگ مخالفت پر کھڑے ہو گئے تہے اور آپ پر اعتراض کرنے لگ گئے - لیکن جوں جوں انہی لوگوں کو جو اعتراض کرتے تھے سمجھ آتی گئی - ماننے گئے - پس جہاں مخالفت بغیر حسد اور ضد کے ہوتی ہے وہاں بہت کچھ اُمید ہو سکتی ہے کہ شائد سمجھ آجائے - لیکن جہاں ایسا نہ ہو وہاں کچھ امید بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایسے لوگ بہت دور نکل جاتے ہیں - خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبًا من الکتٰب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلاً - ان اہل کتاب کو دیکھو - انکی طرف خدا نے کتاب نازل کی تہی - اور یہ خدا کے انبیاء کو مانتے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ خدا کا کلام ان کے پاس موجود ہے اور ایک ایسا نبی ان کے زمانہ میں پیدا ہوا ہے - جو انکے انبیاء کو سچا سمجھنے والا اور انکی کتابوں کی تصدیق کرنیوالا ہے، خدا کی توحید کو پھیلاتا ہے - لیکن یہ ہٹ اور ضد میں ایسے بڑھے ہیں کہ ایک طرف تو شریر مشرکوں اور شیطان کے پرستاروں کی پیروی کرتے اور انکی باتوں کو مانتے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کی نسبت کہتے ہیں کہ ان سے وہ لوگ اچھے ہیں اور یہ مُسلمان کہلانے والے اور اس نبی کے ماننے والے بہت گندے اور بُرے ہیں - فرمایا دیکھو کیسے حماقت میں بڑھ گئے ہیں کہ وہ انسان جو ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے انکے نبیوں کو سچا مانتا ہے توحید کا اعلان کرتا ہے اور شرک کی بیخ کنی کرتا ہے - اس کو اور اس کے ماننے والوں کو تو یہ کہتے ہیں کہ گمراہ اور گندے ہیں اور وہ لوگ جو انکے نبیوں کو گالیاں دیتے - انکی کتابوں کو جھوٹا سمجھتے - شرک کرتے اور قسم قسم کی برائیوں میں مبتلا ہیں - ان کو ان سے اچھا سمجھتے ہیں کیوں ایسا کہتے ہیں - اِسلئے کہ ضد اور ہٹ کی وجہ سے یہ حد سے بڑھ گئے ہیں ؎

کہتے ہیں واقعات دوبارہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں اور پہلی باتوں کا اعادہ کرتے رہتے ہیں یہ درست ہے - شاید بعض لوگوں کو تعجب ہو تا کہ یہودی مسلمانوں کو یہ کسطرح کہہ سکتے تہے کہ انکی نسبت مشرک اچھے ہیں یہ مُسلمان گمراہ اور کافر ہیں لیکن مشرک اور بُت پرست ان سے زیادہ ہدایت پر ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ شاید بہت سے لوگ یہ کہدیں کہ یہ تو ناممکن ہے - کون ایسا کہہ سکتا ہے ؟ لیکن نہیں - خدا تعالیٰ کی یہ سُنّت ہے، کہ جیسے نیک لوگ ایک زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی دوسرے زمانہ میں بھی پیدا ہوتے ہیں اور جیسے شریر انسان ایک وقت میں ہوتے ہیں ویسے ہی دوسرے وقت میں بھی ہوتے ہیں تاکہ ہر زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ پچھلے واقعات قصے اور کہانیاں نہیں - بلکہ واقعات ہیں مثلاً یہی کوئی کہدے کہ یہود نے تو مسلمانوں کو ایسا نہیں کہا - یونہی ان کی طرف سے یہ اعتراض بنا کر پیش کر دیا گیا ہے - پس ان گذشتہ باتوں کو واقعات کے رنگ میں لوگوں کے سامنے رکھنے کے لئے ہر زمانہ میں دوہرایا جاتا ہے چنانچہ ایک زمانہ تہا - جبکہ اگر کسی کا بھائی یا بیٹا احمدی ہو جاتا تو وہ کہتا کہ اس سے تو عیسائی ہو جاتا تو اچھا تھا - لیکن کاش احمدی نہ ہوتا گو غیر احمدی یہ تسلیم نہ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احمدی دل سے عزت کرتے ہیں - قرآن شریف کو دل سے خدا تعالےٰ کا کلام سمجھتے ہیں - لیکن یہ تو مانینگے - اور انہیں ضرور ماننا پڑیگا کہ احمدی زبانی طور پر تو ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں اور یہ بھی ان کو ماننا پڑے گا کہ احمدی خدا کو تین نہیں بلکہ ایک ہی

ملتے ہیں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالیاں نہیں دیتے لیکن باوجود اسکے وہ یہی کہا کرتے تھے کہ ہمارا فلاں رشتہ دار عیسائی ہوتا تو اس سے بہتر تھا کہ احمدی ہوتا پس یہی وہ لوگ تھے۔ جو اس آیت کے معنوں کے مصداق ہیں عیسائی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں اور آپ پر طرح طرح کے بہتان باندھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو واحد نہیں بلکہ تین مانتے ہیں۔ اور ایک انسان کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ ان سے احمدیوں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عزت دینے والے۔ آپ کو سچا ماننے والے اور آپکو خاتم النبیین یقین کرنیوالے خدا تعالیٰ کو واحد سمجھنے والے اور کسی کو اسکا شریک نہ بنانیوالے ہیں۔ زیادہ گمراہ اور ہدایت سے دور قرار دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی بہت بڑا غیور ہے۔ اس نے اپنی غیرت سے کئی ایک ایسے واقعات دکھائے۔ کہ غیر احمدیوں کو سخت ذلیل ہونا پڑا۔ واقعات تو بہت ہوئے ہیں لیکن میں صرف ایک کی نسبت کچھ سناتا ہوں۔ کسی لڑکے کو احمدیت کی تبلیغ گئی۔ جب اسکے والد کو اسکا پتہ لگا۔ اور اس نے دیکھا کہ لڑکا احمدیت کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے۔ تو اسنے ایک مجلس میں کہا۔ کہ کاش میرا لڑکا احمدی نہ ہو۔ بلکہ عیسائی ہو جائے تو مجھے اتنا افسوس نہیں ہوگا کچھ مدت کے بعد واقعہ میں وہ لڑکا عیسائی ہو گیا۔ اب اسکے باپ کو ہوش آئی۔ اور احمدیوں کے پاس آیا (کیونکہ اور تو کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ جس سے وہ اپنے لڑکے کے واپس لانے کی کوشش کرتا اور کامیاب ہو جاتا) اور آکر کہا۔ کہ اسے احمدی کر لو۔ اور عیسائیت سے نکال لاؤ۔ پس ایسے لوگوں نے ہی اس بات کی تصدیق کر دی کہ پہلے زمانہ میں بھی ضرور یہود نے مسلمانوں کو یہ کہا تھا۔

اب اسکے بعد دیکھو ہمارے اندر اختلاف ہوا۔ اس بات کو جانے دو کہ ہم غلطی پر ہیں یا وہ۔ مگر کچھ ہم میں سے اور کچھ ان سے ایسے لوگ ضرور ماننے جانے چاہئیں۔ جو نیک نیتی سے ایکدوسرے کی مخالفت کرتے ہوں فرض کرلو (گو ہم خدا کے فضل سے ہرگز غلطی پر نہیں ہیں) کہ ہماری طرف سے ہی غلطی ہوئی ہے لیکن انہیں پھر بھی یہ ماننا پڑے گا۔ کہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کسی عداوت اور ضد کی وجہ سے مخالفت نہیں کر رہے اسیطرح اگر یہ کہا جائے کہ وہ غلطی پر ہیں (اور وہ ضرور غلطی پر ہیں) تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ ان میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو غلطی اور نافہمی سے مخالفت کر رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ باتیں جو پہلے دوسرے لوگ کہتے تھے۔ اب اس مخالف گروہ نے کہنی شروع کر دی ہیں۔ اور یہی رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تشابہت قلوبہم واقعہ میں ان کے دل انہیں کی طرح کے ہو گئے ہیں۔ اسلئے وہی اعتراض کرنے لگ گئے ہیں۔ جو حق کی مخالفت میں ضد اور ہٹ سے آئینوالا گروہ کہا کرتا ہے ان کی طرف سے ایک وقت کہا گیا تھا کہ مشرک بخشے جائیں تو بخشے جا سکتے ہیں لیکن احمدی نہیں بخشے جائیں گے۔ اب انھوں نے بھی کہدیا۔ کہ اور تو سب لوگ بخشے جا سکتے ہیں لیکن بیعت کرنے والے نہیں بخشے جائیں گے برہمو سماج والے بخشے جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح کی خلیفہ کی بیعت نہیں کی۔ اور خدا کے فرستادہ مسیح موعود کو نہیں مانا۔ یونیٹیرین عیسائی باوجود اسکے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے قرآن کریم کی بے ادبی کرتے۔ اور اسلام کو جھوٹا مذہب مانتے ہیں بخشے جائیں گے۔ مگر یہ مبائعین نہیں بخشے جا سکتے۔ کیونکہ انھوں نے ایک خلیفہ کی بیعت کی ہے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر پیغام میں ایک مضمون نکلا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اب یہ سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے :۔ کہ جو محمود بغیر تمیز دریدہ دہنی اور دلیری سے ان لوگوں کو جنکو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمان کہا ہے۔ کافر قرار دیتے ہیں۔ کیا وہ خود اپنے منہ سے کافر نہیں بنجاتے۔ پھر وہ محمود جو کہ ان کو خلاف عقیدہ اپنے پیر کے مسلمان سمجھتے ہیں۔ وہ ہمیں بتائیں کہ وہ اپنے پیر کو اس حدیث کے ماتحت کیا سمجھتے ہیں۔ اور نیز یہ بھی معمہ حل کر دیں کہ کیا ایک مومن کافر کی بیعت کر سکتا ہے" دیکھو ان کے نزدیک تو غیر احمدی باوجود حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینے۔ جھوٹا فریبی دغاباز اور دوکاندار وغیرہ وغیرہ کہنے اس سلسلہ کو باطل ماننے خدا تعالیٰ کے وعدوں کو جھٹلانے اور آیات اللہ کی تکذیب کرنے کے تو اھدیٰ من الذین آمنوا سبیلا یعنی پکے مسلمان ہیں مگر مبائعین کافر اور ان سے بدتر ہو گئے ہیں یہ نتیجہ ہے بغض اور ضد کا۔

ہماری جماعت کے لوگ اس بات کو یاد رکھیں کہ بغض اور حسد کی وجہ سے حد سے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ اسمیں شک نہیں کہ انسان کے دلمیں گالیاں سنکر ضرور جوش آتا ہے۔ مگر مومن کو چاہیئے کہ حد پر جاکر رک جائے اور اس سے آگے قدم نہ اٹھائے۔ مانا کہ وہ تمپر زیادتیاں کرتے ہیں۔ اور تمہیں دکھ پہنچاتے ہیں لیکن وہ ایسا کرتے جائیں تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے ممکن ہے تم میں سے بھی بعض لوگ کہہ اٹھیں۔ کہ چونکہ وہ اس قدر حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اسلیئے ان کے متعلق ہم کوئی فتویٰ دیدیں۔ لیکن ایسا نہیں چاہیئے۔ دیکھو انہوں نے ہمیں کافر کہا ہے۔ ہم بھی اگر انہیں کافر کہیں۔ تو پھر دنیا میں مومن کون رہجائے گا۔ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کس طرح کافر ہو جاتا ہے۔ اسکے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے لیکن تم لوگ اس بات کو خوب یاد رکھو۔ کہ اگر فتووں کو ایسا وسیع کیا جائے تو دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ مسلمانوں میں جس قدر بڑے بڑے آئمہ گزرے ہیں۔ ان کی نسبت کفر کے فتوے ملتے آئے ہیں پس اگر اس حدیث کو ایسا ہی وسیع کیا جائے جیسا کہ یہ لوگ کرتے ہیں تو وہ سب مسلمان کافر قرار پاتے ہیں۔ فرقہ معتزلہ پر بہتوں کی طرف سے کفر کا فتویٰ لگا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے انہیں مسلمان کہا ہے۔ پس معتزلی جماعت کے پیدا ہونیکے وقت سے اسوقت تک جس قدر مسلمان ہوئے ہیں یا کم سے کم ان میں سے اکثر کو تو ضرور کافر کہنا پڑے گا۔ ابن تیمیہ جیسا عظیم الشان امام حضرت محی الدین ابن عربی کو کافر قرار دیتا۔ اور انہیں رئیس الملحدین کے نام سے یاد کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود دونوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پھر کیا اس امام کو بھی کافر کہو گے غرض اگر اس حدیث کو عام کرو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ عرصہ کے بعد سے آجتک ایک بھی مسلمان ثابت نہیں کر سکتے۔ پھر اتنا تو غور کریں کہ جن غیر احمدیوں کو یہ لوگ مسلمان قرار دیتے ہیں وہ سب کے سب ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں پھر انکو مسلمان کہنے کا انکے پاس کیا ثبوت ہے۔ اول تو وہ سب ایکدوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اور اگر تعلیم یافتہ گروہ کا ایک حصہ اس سے پاک ہے تو وہ ان کافر کہنے والوں کو بھی مسلمان قرار دیتا ہے اور اسطرح کافر بن جاتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو اپنے ہی خیال کے خلاف مسلمان کیوں کہتے ہیں۔ دراصل لوگوں نے اس مسئلہ کو سمجھا ہی نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ کسی وقت اس مسئلہ کے متعلق اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو لکھوں اور اس حدیث کا جو مطلب خدا تعالیٰ نے مجھے سمجھایا ہے اس سے لوگوں کو آگاہ کروں۔

آجکل تو جماعت کے دو ٹکڑے ہیں ایکدوسرے کو جو چاہے کہہ لے لیکن حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی بیعت میں تو دونوں فریق تھے۔ کیا وہ اس فریق کو جو غیر احمدیوں کو کافر قرار دیتا تھا کافر کہتے تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں کیونکہ وہ ان لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے تو اب یہ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود کے اس فتویٰ کے مطابق کہ کافر کو مسلمان کہنے والا بھی کافر ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ ہمپر فتویٰ لگانیوالے کیا کہیں گے غرض اپنی نادانی سے یہ لوگ ساری دنیا کو کافر بناتے ہیں اور کوئی جماعت بھی مسلمانوں کی نہیں رہتی غیر احمدی ہیں تو کافر کیونکہ وہ آپس میں ایکدوسرے کو کافر کہتے ہیں یا کافر کہنے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ احمدی جماعت اسلیئے کافر کہ ایک حصہ تو مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور دوسرا حصہ ان کافر کہنے والوں کو مسلمان ہی خیال کرتا ہے۔ پر ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتا اور ایک تیسرا اسلیئے کہ گو وہ احمدی جماعت کے اس حصہ کو تو کافر کہتا ہے جو غیر احمدیوں کو کافر سمجھے لیکن وہ حضرت خلیفہ اول کو جو اس حصہ کو مسلمان سمجھ کر نعوذ باللہ کافر ہو چکے تھے مسلمان سمجھتا ہے نعوذ باللہ من ذلک۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میرے دوستو خوب یاد رکھو فتویٰ لگانا ہر شخص کا کام نہیں ہے کیونکہ ہر ایک آدمی باریک مسائل سمجھ نہیں سکتا مسلمانوں کو کافر کہنے والے اور کافر کو کافر نہ سمجھنے والے پر

Digtized by Khilafat Library

کفر کا فتویٰ لگانا آسان ہے لیکن کوئی سوچ کر بتائے کہ پھر مسلمان کون رہ جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس مسئلہ پر زور دیا ہے تو ان ہوئے اصول کے مطابق ان پر حجت قائم کی ہے کیونکہ ان کو ان کے کفر کے منوانے کا یہ سیدھا طریق تھا کہ ان کو کہا جاتا تم اپنے عقیدے کے مطابق خود ہی کافر ہو کیونکہ جب ہم اپنے آپکو مومن سمجھتے ہیں تو تم ہمکو کافر کہنے والے کافر ہوگئے ہو یہ ایک آسان طریق انکو کافر کہنے کا تھا۔ ورنہ اصل وجہ ان کے کفر کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی۔ چنانچہ جہاں آپنے انکو مسلمان کہنے کے [illegible] شرط بھی لگادی ہے۔ بشرطیکہ [illegible] پایا جاوے اور خدا کے کھلے [illegible] کے مکذب ہوں" تو ان کا اصل کفر حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے ان پر عائد ہوتا تھا۔ پس اس مسئلہ میں حد سے نہیں بڑھنا چاہیئے غیر مبائعین خواہ ہمیں کافر چھوڑ اکفر کہیں اور جو ان کا جی چاہے فتویٰ لگائیں اور غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھنے کی خاطر ہمیں کافر قرار دیں۔ لیکن ہم انہیں غیر احمدیوں سے اچھا ہی سمجھتے ہیں اور کافر نہیں مسلمان یقین کرتے ہیں۔ اسلئے ہم الذین اوتوا نصیبا من الکتب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلا سے بری ہیں غیر احمدی حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرتے آپکو گالیاں دیتے اور برا بھلا کہتے ہیں لیکن غیر مبائعین ایسا نہیں کرتے انہوں نے خدا کے ایک فرستادہ کو مانا ہے خواہ مان کر انہوں نے اسکے درجہ کو گھٹا ہی دیا مگر پھر بھی وہ اٰمنوا میں شامل ہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ بلکہ ہم تو عیسائیوں اور غیر احمدیوں کے مقابلہ پر بھی غیر احمدیوں کو اھدیٰ قرار دیتے ہیں نہ کہ مسیحیوں کو کیونکہ غیر احمدی ایمان کے جس درجہ پر ہیں گو وہ انکو مسلمان نہ بناتا ہو مگر مسیحیوں سے بہرحال ہزاروں درجہ بہتر ثابت کرتا ہے کیونکہ غیر احمدی صرف آخری مامور کے منکر ہیں حالانکہ مسیحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بھی منکر ہیں اسی طرح مسیحی اور یہودی مذہب کے مقابلہ میں ہم یہودیوں کو کبھی مسیحیوں سے اھدیٰ نہ سمجھینگے کیونکہ وہ حق کے قبول کرنے میں یہودیوں کی نسبت مسلمانوں کے قریب ہیں غرض جس جس قدر کوئی شخص ایمان کی باتوں کو زیادہ مانتا ہے خواہ وہ مسلمان نہ بھی ہو ہم تب بھی اس سے کم درجہ کے انسان سے اسے اھدیٰ ہی یقین کرتے ہیں۔

باقی رہا سزا جزا کا معاملہ وہ خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے اور یہ اسکا اپنا کام ہے اسمیں دخل دینے والا انسان احمق اور نادان ہے اللہ تعالیٰ جسکو چاہے بخشدے اور جس کو چاہے سزا دے ہاں اس نے کچھ قواعد مقرر کئے ہوئے ہیں جو کچھ ظاہری ہیں اور کچھ باطنی۔ باطن کی نسبت ہم نہیں جانتے کہ وہ کس پر منطبق ہو سکتے ہیں البتہ ظاہری قواعد پر ہم کسی کو پرکھ سکتے ہیں۔ لیکن جزا و سزا کا فیصلہ اندرونی خیالات۔ حالات اور اعتقادات وغیرہ پر ہی ہوگا اسلئے کسی کی نسبت جہنمی یا بہشتی ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کرسکتے ممکن ہے کہ ایک مسلمان ہو۔ مگر اعمال سے ایسا گرا ہوا ہو۔ کہ جہنم کے قابل ہو اور ممکن ہے کہ ایک ایسا کافر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس تک نہ پہنچا ہو۔ مگر اسکے اعمال بتلاتے ہوں کہ اگر وہ آنحضرت صلعم کا نام سنتا تو ضرور مان لیتا اور جس طرح آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو موقع دیا جائیگا ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اسوقت مان کر بہشت میں داخل ہو جائے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک احمدی گنہگار سزا پا جائے لیکن ایک غیر احمدی جو مسیح موعود کے نام سے بھی ناواقف ہے وہ دوبارہ موقعہ دیا جانے پر ہدایت کو قبول کرکے انعام الٰہی کا وارث ہو جائے پس کفر و اسلام کے متعلق فتویٰ دینا بہت مشکل ہے جب تک غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعووں کی تاویلیں کرتے ہیں اور انکار نہیں کرتے اور جب تک کوئی ایسا مامور من اللہ نہیں آتا جسکا انکار کفر ہو اور یہ اسکا انکار نہیں کرتے تب تک باوجود ہمارے اس عقیدہ کے کہ انکے عقائد حضرت صاحب کے دعووں کے خلاف ہیں اور یہ حضرت صاحب کے دعووں کی غلط تاویلیں کرتے ہیں انکے متعلق ہمارا اعتقاد یہی ہے۔ کہ وہ احمدی ہیں اور غیر احمدیوں سے اچھے ہیں انکا ہمکو کافر کہنا ضد اور ہٹ کی وجہ سے ہے اور یہ بھی انکی کمزوری کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ وہ ہمکو تو کافر کہتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالفوں کو مومن خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہدایت بہت کم نصیب ہوتی ہے لیکن ہماری تو پھر بھی یہی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں ہدایت دے آمین

از محکمہ نیابت نظامت احمد گڑھ

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ریاست مالیر کوٹلہ

بعدالت منشی مولوی محمد نواب خان صاحب ثاقب نائب ناظم و منصف درجہ اوّل ریاست مالیر کوٹلہ

مقدمہ دیوانی نمبر ۴۶ مرجوعہ ۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء

شب دتامل کھتری احمد گڑھ مدعی بنام حکماں پسر گنگارام جٹ حلوائی ساکن موضع سماں علاقہ انگریزی مدعا علیہ

دعوی دلاپانے مبلغ مابہ ۴۲ ؍ ۸ بوجہ ترجیح بہی

مقدمہ عنوان الصدر میں تعمیل سمن مدعا علیہ پر نہیں ہوئے اور مدعی چاہتا ہے کہ نوٹس اخبار میں دیا جائے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ باقاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء بوقت ۸ بجے صبح دن کے حاضر عدالت احمد گڑھ میں ہوکر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ بعد انقضاء میعاد کے بوجہ عدم حاضری مدعا علیہ کے کارروائی ایکطرفہ عمل میں آویگی المرقوم ۸ مئی ۱۹۱۵ء

آج میرے حکم اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط محمد نواب خان ثاقب نائب ناظم احمد گڑھ ریاست مالیر کوٹلہ

از دفتر رسالہ

طبیب دہلی

اپنی خدمات و خصوصیات کے سبب بفضل خدا ملک و قوم میں خاصی قبولیت اور اہمیت پیدا کر چکا ہے اب توسیع اشاعت سے اسکی ہمت بڑھانا بھی خواہان وطن کا فرض ہے یہ جتلانے کی ضرورت نہیں کہ جناب حاذق الملک قبلہ اسکے سرپرست ہیں اور ایک سند یافتہ طبیب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے اسکے علمی مضامین تیر بہدف مجربات کی بزرگان ملت اور برادران فن دل سے قدر کرتے ہیں طبی برادری میں اسنے ایک نئی روح اور بیداری پیدا کردی ہے۔ نمونہ مفت چندہ سالانہ عا ر درخواستیں پتہ ذیل پر آئیں

حکیم علی رضا خان مالک و ایڈیٹر طبیب دہلی